

مقام اشاعت: جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی

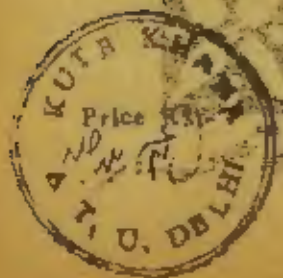
سید العین شاہ عظیمی صاحب  
از افادات

حامی سنت ماحی بدعت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
مسمیٰ بہ

سُرور العین السعید فی حال الدعا بعد صلاۃ  
جو

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی نے اپنے صرف چھاپا  
اور شائع کیا

اور باہتمام  
مولوی محمد حسنین رضا خاں صاحب  
حسنی پریس واقع محلہ سوات



کتب خانہ خزانہ قرآنی اردو

بار دوم ۵۰۰

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنی فتاویٰ کی جلد ثانی میں یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ بعد دو گانہ عیدین یا بعد خطبہ عیدین دعا مانگنا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی طرح ثابت نہیں اب وہابیہ نے اس پر بڑا غل شور کیا ہے دعا سے مذکور کو ناجائز کہتے اور یہ کہ اس سے منع کرتے اور تحریر مذکور سے اسناد لاتے ہیں کہ مولوی عبدالحی صاحب فتوے دے گئے ہیں ان کی مانتوں نے یہاں تک اثر ڈالا کہ لوگوں نے بعد فرض پنجگانہ بھی دعا چھوڑ دی اس بارے میں حق کیا ہے بینوا تو جروا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جانا العید وجعله مقرباً لكل بعيد وامرنا بالدعاء في اليوم السعيد ووعدنا بالاجابة في العظام الحميد والصلاة والسلام على من وجره عید ولقاء عید ومولانا عیداً وآمى عید وعلى اله الكرام وصحبه العظام ما دعا الله في العید عید سعيد وتعالى نور والسور ودخلة العید واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى اله وصحبه من يوم ابداً الى يوم يعيد امين امين يا عزيز يا حميد

الجواب

اللهم يد اية الحق والصواب نماز عیدین کے بعد دعا حضرت عالیہ تابعین عظام و مجتہدین اعلام ربی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت قال الفقیر عبدالمصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی



الحنفى القادرى البرهانى البرهانى غفر الله له وحقق امله انبأنا المولى عبد الرحمن  
 السراج المكي مفتى بلد الله الحرام ببغداد عند باب الصفا الثمان بقين من ذى الحجة  
 خمس وتسعين بعد الالف والمائتين في سائر رواياته الحد يشية والفقهية  
 وغير ذلك عن حجة زمانه جمال بن عبد الله بن عمر المكي عن الشيخ الاجل عابد السندي  
 عن عمه محمد بن الحسين الانصاري اجازني به الشيخ عبد الخالق بن علي المزجاقرآته على الشيخ  
 محمد بن علاء الدين المزجاقي عن احمد النخعي عن محمد البايعي عن سالم السنوري عن النجم  
 الغيطي عن الحافظ زكريا الانصاري عن الحافظ بن حجر العسقلاني انابه ابو عبد الله الجرجري  
 ان اقوام الدين الاتقي انا البرهان احمد بن سعد بن محمد البخاري والحسام السنغاني  
 قالوا انبأنا حافظ الدين محمد بن محمد بن نصر البخاري هو حافظ الدين الكبير انبأنا الامام  
 محمد بن عبد الستار الكردي انبأنا عمر بن عبد الكريم الورسكي انبأنا عبد الرحمن بن  
 محمد الكرماني انبأنا ابو بكر محمد بن الحسين بن محمد هو الامام فخر القضاة الارشاد سدي نا  
 عبد الله الزولني انبأنا ابو زيد الديلمي انبأنا ابو جعفر الاستروشي نا ابنا نا عالي  
 باربع درج شيخنا وبرتقي وولي نعمتي ومولائي وسيدى وذخرى وسندي كرم  
 وفدى سيدنا الامام الهمام العارف الاجل العالم الاكمل السيد آل  
 الرسول احمدى المادهرى رضى الله تعالى عنه وارضاه وجعل الفردوس متقلبه مثواه  
 لمخمس خلت من جمادى الاولى سنة ١٢٩٢ اربع وتسعين بداره الطاهرة بداره  
 المنورة في سائر ما يجوز له روايته عن استاذة المشاهير عبد العزيز المحدث اندلس  
 عن ابيه عن الشيخ تاجر الدين القلاع مفتي الحنفية عن الشيخ حسن العجمي عن الشيخ  
 خير الدين الرملي عن الشيخ محمد بن سراج الدين الحانوتي عن احمد بن الحسين  
 ابراهيم الكردي يعني صاحب كتاب الفيض عن امين الدين محيى بن محمد العسقلاني  
 عن الشيخ محمد بن محمد البخاري الحنفى يعني سيدى محمد پارسا صاحب فصل الخطاب

منه  
 زهد الطائفة  
 هذا السند  
 الجليل وجلالة  
 شأنه فان  
 رجاله كلهم  
 من سيدنا  
 الشيخ  
 هو الامام  
 الاعظم  
 جميعا من اجل  
 اجازة الحنفية  
 ومثله في  
 الكثرة والاحكام  
 في المراتب  
 في المراتب  
 ١٢  
 سنة ١٢٩٢



عن الشیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری الطاهری عن الامام صدر الشریعة  
 یعنی شارح الوقایہ عن جدہ تاج الشریعة عن والدہ صدر الشریعة عن والدہ  
 جمال الدین المحبوبی عن محمد بن ابی بکر البخاری عرف بامام زادہ عن شمس الائمة  
 الزمرجوری عن شمس الائمة الحلوانی کلاهما عن الامام الاجل ابی علی النسفی امام الحلوانی  
 فقال عن ابی علی وکذا عن عن الی فهایة الاسناد واما الاستروشنی فقال انا ابی علی  
 الحسین بن خضر النسفی انا ابوبکر محمد بن الفضل البخاری هو الامام الشہید  
 یا فضلے انا ابو یحییٰ عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی یعنی الاستاذ السند مولی  
 انا عبد اللہ محمد بن ابی حفص الکبیر انا ابی انا محمد بن الحسن الشیبانی اخبرنا  
 ابو حنیفة عن حماد عن ابراہیم قال كانت الصلاة في العیدین قبل الخطبة  
 فوليقي الامام علی راحلته بعد الصلاة فيز عود ليصلي بغير اذان ولا اقامة  
 یعنی سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجھے امام عظیم الامم الائمة ابو حنیفہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اجل حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خبر دی کہ  
 امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نماز عیدین خطبہ سے پہلے  
 ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کر کے نماز کے بعد دعا مانگا اور نماز کے اذان  
 و اقامت ہوئی یہ امام ابراہیم نخعی قدس سرہ خود تابعین سے ہیں تو یہ طریقہ  
 کہ انھوں نے روایت فرمایا لا اقل اکابر تابعین کا معمول تھا تو نماز عیدین کے بعد دعا  
 مانگنا ائمہ تابعین کی سنت ہوا اور پھر ظاہر کہ راحلہ پر وقوف و عدم وقوف سنت  
 دعا کی نفی نہیں کر سکتا کمالا ینفخ پھر ہمارے امام مجتہد سیدنا امام محمد علی الشہد جاتہ فی  
 دار الابد نے کتاب الآثار شریف میں اس حدیث کو روایت فرما کر مقرر رکھا اور اسکی  
 عادت کریمہ ہے جو اثر اپنے خلاف مذہب ہوتا ہے اُس پر تقریر نہیں فرماتے تو  
 حنفیہ اہل عقیدہ موصول و دبابیہ اہل تثلیث قروں دونوں کے حق میں جواب

مسئلہ اسقدریں ہے مگر فقیر غفرلہ المولیٰ القدر ایضاً مرام و اتمام کلام کے لیے اس مسئلہ میں مقال کو دو عید پر منقسم کرتا ہے عید اول میں قرآن و حدیث سے اس دعا کی اجازت اور ادعاے مانعین کی غلطی و شناعة عید دوم فتوائے مولوی لکھنوی سے اسناد پر کلام اور ادعام مانعین کا ازالہ تمام والعیون من اللہ و الحمد الانعام العید الاول

و علی فضل اللہ المدح و لظاہر ہے کہ شرع مطہر سے اس دعا کی کہیں ممانعت نہیں اور جس امر سے شرع نے منع نہ فرمایا ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتا جہاد عیسائی منع کرے اثبات ممانعت کے ذمہ ہے جس سے انتشار اللہ تعالیٰ کبھی عہد و پیمانہ ہو سکے گا بقاعدہ مناظرہ ہمیں اسقدر کہنا کافی اور اسانید سائل کا مزد میجے تو جو کچھ قرآن و حدیث سے قلب فقیر پر فائض ہوا بکوش ہوش استماع کیجے۔ **فاقول** وبالله التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقيق **اولا** قال المولیٰ سبحنہ و تعالیٰ فاذا فرغت فانصب ۝ والی ایلاف

فانصب ۝ جب تو فراغت پائے تو مشقت کر اور اپنے رب کی طرف راجع ہو آں آیت کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تمیز رشید سلطان المفسرین جبرائیل عالم القرآن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے کہ قرآن سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعائیں جہود و جہد کرنا اور عینی باری عزوجل حکم فرماتا ہے جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعائیں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الجاح و زاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے فاذا فرغت من الصلاة فانصب العجب فی الدعاء والی ربک فادعہ تضرع جب تو نماز سے فارغ ہو تو دعائیں تعجب و مشقت کر اور اپنے رب کے سامنے تضرع و زاری بجالا خطبہ جلالین میں ہے

هذا التکملة تفسیر الامام جلال الدین المحلی علی غلطہ من الاعتماد علی ارجح الاقوال و تری التطویل بذکر اقوال غیر مرضیہ اھ ملخصاً علامہ ذرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ہوا صحیح فقد اقتصر علیہ الجلال وقد التزم الاقتصار علیہ



ارجح الاقوال اور پر ظاہر کہ آیہ کریمہ مطلق ہی اور باطلا تھا نماز فرض و واجب و افضل  
 سب کو شامل تو بلاشبہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل ہو ہیں احادیث  
 سے بھی ادبار صلوٰۃ کا مطلقاً محل دعا ہو استفادہ لہذا علما بشہادت حدیث نماز  
 مطلق کے بعد دعا مانگنے کو آداب سے گنتے ہیں امام شمس الدین محمد ابن ابی حنیفہ  
 حصین اور مولانا علی قاری اُس کی شرح حرمین میں فرماتے ہیں والصلوة ای  
 ذات الركوع والسجود والمراد ان يقع الدعاء المطلوب بعد ما يعني آداب سے ہے  
 کہ مطلب کی دعا بعد نماز ذات رکوع و سجود واقع ہو پھر فرمایا عہ حب مس ای رواہ  
 الاربعة وابن حبان والحاکم کلہم من حدیث الصدوق رضى الله تعالى عنه  
 یعنی یہ ادب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُس حدیث سے ثابت ہے  
 جسے ابو داؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے روایت کیا اقول بویں یہ حدیث ابن السنی و بیہقی کے یہاں مروی اور مسیح  
 ابن خزمیہ میں بھی مذکور امام ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ ظاہر ہے کہ نماز ذات رکوع  
 و سجود و نماز جنازہ کے سوا ہر نماز فرض و واجب و نافلہ کو شامل جن میں نماز  
 عیدین بھی داخل۔

ثم اقول وبالله التوفيق اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ و بھر رضا سے مولے جل و علا  
 ہوتے ہیں اور رضا سے مولیٰ تبارک و تعالیٰ موجب اجابت دعا و اُس کا محل  
 عمل صلح سے فارغ پاکر کما قل تعالیٰ فَاِذَا مَخِرْتُمْ فَانْقَرِبْتُمْ وَاِذَا مَخِرْتُمْ فَاِذَا  
 خَضِعُوا مِنْ اَعْمَالِهِمْ وَفَوَّجُوا جُودَهُمْ كَمَا تَوَلَّوْا وَكَيْفَاكَ مَزْدُورٌ كَامُ كَرْتِے ہں جب اپنے  
 عمل سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت پوری مزدوری پاتے ہیں سوا اللہ ہی  
 عن جابر بن عبد اللہ رضى الله عنهما في حديث طویل و دوسری حدیث میں ہی

حدیث

حدیث

العامل انما یوفی اجرة اذا قضی عملہ عامل کو اسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب  
 عمل تمام کر لیتا ہے رواۃ احمد والبخاری والبیہقی والشیخ فی الثواب عن ابی  
 ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث تو سائل کے لیے بیشک بہت بڑا موقع دعا  
 کہ ہوئی کی خدمت و طاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے و لہذا وارد ہوا کہ ہر  
 ختم قرآن پر ایک دعا مقبول ہے یحییٰ و خلیب و ابو نعیم و ابن عساکر انس رضی اللہ  
 عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مع کل ختمۃ  
 دعویٰ مستجابۃ ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں عرباض بن  
 ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
 من ختم القرآن فله دعویٰ مستجابۃ جو قرآن ختم کرے اُسکے لیے ایک دعا مقبول ہے  
 اسی لیے روزہ دار کے حق میں ارشاد ہوا کہ افطار کے وقت اُس کی ایک دعا روزہ نہیں  
 ہوتی امام حسنہ دوم ترمذی باقادہ نحسین جامع اور ابنائے ماجہ و حبان و خزیمہ اپنی  
 صحاح اور برنامہ مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور  
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثة لا ترد عنہم الصائمون فی فطر  
 الحدیث تین شخصوں کی دعا روزہ نہیں ہوتی ایک اُن میں روزہ دار جب افطار کرے  
 ابن ماجہ و عالم حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی  
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان للصائم عند فطرہ  
 لدعویٰ ما ترد بیشک روزہ دار کے لیے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رد  
 نہ ہوگی امام حکیم ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
 راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لکل عبد صائم  
 دعویٰ مستجابۃ عند افطارہ اعطیہا فی الدنیا وادخرت لہ فی الآخرة  
 ہر روزہ دار بندے کے لیے افطار کے وقت ایک دعا مقبول ہے خواہ دنیا میں

وہ ختم قرآن پر ایک دعا مقبول ہے

حدیث ۴

حدیث ۵

حدیث ۶

حدیث ۷

حدیث ۸







وہو عطف علی حدیث ای اذا فرغت منها فسلم ثم ارفع یدیک سائر الا فوضع الخیر  
 موضع الامر تیسیر میں ہے ای اذا فرغت منها فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخیر  
 موضع الطلب الخ آجرم جبکہ حسن حصین میں اس حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کی طرف برسر ترمذی و نسائی نے اشارہ کیا کہ قلنا یا رسول اللہ ای الدعا  
 اسمع قال جوف اللیل الا نحو وود بر الصلوات المكتوبات ہم نے عرض کی  
 یا رسول اللہ کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور  
 فرض نمازوں کے بعد مولنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اس کی شرح  
 میں لکھا دبر الصلوات المكتوبات ای عقب الصلوات المفروضات  
 والتقید بہا لکونها افضل الحالات فہی ارجی لاجابة الدعوات  
 و بر الصلوات المكتوبات کے یہ معنی کہ فرض نمازوں کے بعد اور ان کی  
 تخصیص اس لیے فرمائی کہ وہ سب حالتوں سے افضل ہیں تو ان میں امید اجابت  
 زیادہ ہے دیکھو صاف تصریح ہے کہ نماز کے بعد محلیت دعا کچھ فرضوں ہی سے  
 خاص نہیں بلکہ ان میں بوجہ افضلیت زیادہ خصوصیت ہو اور سائلین نے خود ہی  
 پوچھا تھا کہ سب میں زیادہ کونسی دعا مقبول ہے لہذا ان کی تقید فرمائی گئی بالجملہ  
 جب تخصیص فرض باطل ہو چکی تو اخراج واجبات پر کوئی دلیل نہیں بلکہ ان پر دلائل  
 مطلقہ کے سوا حدیث نافلہ بر سہیل اولویت ناطق کہ جب ادبار نوافل تک محل دعا  
 و منظمہ اجابت ہیں تو واجبات کہ ان سے اعلیٰ و اعظم اور ارضاء آئی میں او فرو تم  
 ہیں کیونکہ اس فضل سے خارج ہوں گے ہل هذا الا ترجیح المرجوح ثم اقول  
 بلکہ واقع نفس الامر کو لحاظ کیجئے تو فریضہ و نوافل کے لیے ثبوت خاص بعینہ واجبات  
 کیلئے ثبوت خاص ہے کہ واجب حقیقہ کوئی تیسری چیز نہیں مگر انھیں دو طرفوں سے  
 ایک میں ہے جسے شبہ فی الثبوت نے مجتہد کے نزدیک ایک امر متوسط کر دیا

حاشیہ

واجب حقیقہ فرض ہوتا ہے کیونکہ واجب  
 حقیقی ہے



صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کے حضور روایت و روایت ظنون و شبہات کو با  
 نہیں اگر اس کے نزدیک شے مطلوب فی الشرع حقیقہً مامور بہ ہی قطعاً فرض و یقیناً <sup>فہو</sup>  
 الاثالث لہما التمسح میں زیر قول تنفیح افعاله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہما صاحب مستحب  
 و واجب و فرض تحریر فرمایا یعنی ان فعلہ علیہ الصلاۃ والسلام بالنسبۃ الینا  
 تنصفت بذلك بان يجعل الوتر واجبا علیہ الاستحباب و فرضا و الا فالثابت عندہ  
 بدلیل یكون قطعیا لا محالہ حتی ان قیاسہ و اجتہادہ ایضا قطعی الخ ام محقق علی الإطلاق  
 اثباتہ نسخ میں فرماتے ہیں اللزوم یا لفظ باعتبارین باعتبار رمد و دہ من الشارح و باعتبار  
 ثبوته فی حقنا فلا حظہ بالاعتبار الثاني لکان طریق ثبوته عن الشارح قطعیا <sup>متعلقہ</sup> کان  
 الفرض وان کان ظہریا کان الوجوب ولذا لا یثبت هذا القسم اعنی الواجب فی حق  
 من سمع من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشافہة مع قطعیة دلالة المسموع  
 فلیس فی حقہ الا الفرض و غیر لازم من السنۃ فما بعد ہا و ظہر ہذا ان ملاحظہ  
 بالاعتبار الاول لیس فیہ وجوب بل الفرضیۃ او عدم اللزوم اصیلا <sup>اہ</sup> مخصصا بس  
 جہادہ بشہادت قرآن و حدیث و اقوال علما ثابت ہو کہ نماز پنجگانہ و عیدین و تہجد و غیرہ  
 ہر گونہ نماز کے بعد دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ مندوب و مرغوب ہی و ہذا المطلوب ثانیاً **اقول**  
 و باللہ التوفیق دعا منصوص قرآن و حدیث و اجماع ائمہ قدیم و حدیث اعظم مندوبات شرع سے  
 ہے اور اس کے مظان اجابت کی تحریر منبہ و محبوب قال جل ذکرہ ہذا لک دُعَاءُ  
 زکویا زبۃ حدیث میں ہے حضور پر نور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انکم  
 فی ایام دہر کہ دفحات فتعروضوا لہا لعل ان یصیبکم نفیۃ منھا فلا تشقون بعد ہا  
 ابد ایسا کہ تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا و بخشش و تجلی  
 و کریم و جود کے ہیں تو انہیں پائیلی تدبیر کرو شاید ان میں سے کوئی وقت تمہیں ملجائے تو پھر بھی  
 یہ سختی تمہارے پاس نہ آئے رواۃ الطبرانی فی الکبیر عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اور خود حدیث نے ان اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ ایک  
 گروہ مسلمانان جمع ہو کر دعائے گنگے کچھ عرض کریں کچھ آمین کہیں کتاب المستدرک علی البخاری  
 و مسلم میں ہے عن حبیب بن مسلمة القوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان صاحب الدعوة  
 قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لا یجتمع ملوء فیدعو  
 بعضهم ویؤمن بعضهم الا اجابہم اللہ یعنی حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کہ متجاہب الدعوات تھے فرماتے ہیں میں نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کو فرماتے سنا کوئی گروہ جمع نہ ہو گا کہ ان کے بعض دعا کریں بعض آمین کہیں گریہ کر اللہ  
 عزوجل انکی دعائے قبول فرمائیگا (ولہذا علم ان جمع مسلمان کو اوقات اجابت ہر شاکر یا  
 حصن حصین میں ہی واجتماع المسلمین یعنی جمع مسلمین کا اوقات اجابت سے ہونا قد  
 صحاح مستفیہ سے مستفیہ ہے) علی قاری شرح میں فرماتے ہیں لکن کل ما یکون  
 الاجتماع فیہ اکثر کالجعة والعیدین وعرفة یتوقع فیہ رجاء الاجابة اظہر  
 یعنی جس قدر مجمع کثیر ہو گا جیسے جمعہ وعیدین وعرفات میں اسی قدر امید اجابت ظاہر  
 تر ہوگی (فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے پھر دعائے نماز پر اقتصار ہرگز شرعاً مطلوب نہیں  
 بلکہ اس کے خلاف کی طلب ثابت خود حدیث سے گزر حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد اتھا کہ دعا مانگنے کا حکم دیا اور جو ایسا نہ کرے  
 اس کی نماز کو ناقص بتایا حالانکہ نماز میں دعائیں ہو چکیں اور وہ وقت چار بار آیا جو  
 اتہاد رجہ قرب الہی کا ہے یعنی سجدہ جس میں بالتخصیص حکم دعا تھا حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرب ما ینزل العبد من ربه وهو ساجد فاکثر ما لدعاء  
 سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب کے حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو اس میں دعا  
 کی کثرت کرو رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ بلکہ اگر لفظ سجدہ نہ بھی ہوں تو تسبیح کہ سجدہ میں ہوتی ہے خود دعا ہے کہ وہ ذکر اور

صحیح مسلم ابی یوسف

در صحیح میں دعا زیادہ قبول ہے

حدیث صحیح ابی یوسف

ہر ذکر و دعا سوائے اعلیٰ قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ ذکر و دعا امام کا الدین  
 نسفی کافی شرح وافی کی فصل فی تکبیرات شرق میں فرماتے ہیں قال تعالیٰ اذ یؤدبکم لظہرکم  
 وَخَیْبَةُ دَکَلْ ذَکْرُ دَعَاءِ اس معنی پر فقیر نے اپنے رسالہ ایذان الجوفی اذان القبر میں  
 دلائل واضح ذکر کیے اور اس سے زیادہ کلام مستوفی فقیر کے رسالہ التسمیہ الصبیاتی  
 ان الاذان یحول الوبایں جو امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الدعوات میں  
 باب الدعاء اذا هبط وادیا لغت کیا اور اس میں فرمایا فیہ حدیث جابر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد الساری میں ہے فیہ ای فی باب بعد یشتعباں  
 الاضار ورضی اللہ تعالیٰ عنہ السابق فی باب التسمیہ اذا هبط وادیا من کتاب  
 الجہاد بلفظ کنا اذا صعدنا کبرنا واذ انزلنا سجدنا هذا اخر الحدیث اھم  
 المسند ویکھو امام بخاری علیہ الرحمۃ اسی سے صریح تسمیہ کو دعا ٹھہرایا اور التسمیہ اذا  
 هبط وادیا والدعاء اذا هبط وادیا کا ایک مصدر بتایا تو باآکر ایسے قرب  
 انم کے وقت عین نماز میں دعائیں ہو چکیں پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے ان پر قناعت پسند نہ فرمائی اور تسمیہ سلام پھر دعا کی تاکید شدید کی۔  
 علاوہ بریں نماز میں آدمی ہر قسم کی دعائیں مانگ سکتا۔ لکھنا بسط الامتہ فی کتاب الفقہیۃ  
 اور حاجت ہر قسم کی اپنے رب جل و علا سے مانگا چاہیے اور طلب میں مظنۃ اجابت کی  
 تحریر کا حکم اور یہ وقت حکم احادیث اعلیٰ مظان اجابت سے تو بلاشبہ مجمع عیدین  
 میں بعد نماز دعا خاص اذن حدیث وارشاد وشرع سے ثابت ہوئی اور حکم فتعروضوا  
 کی تعمیل ٹھہری وہاں مقصود بشر اقول اگر مجمع عیدیں کے لیے شرع میں کوئی خصوصیت  
 نہ آئی تو اس عموم میں دخول ثابت تھا نہ کہ احادیث نے اس کی خصوصیت عظیم ارشاد  
 فرمائی اور اس میں دعا پر نہایت تحریریں و ترغیب آئی یہاں تک کہ حضور پر نور سید المرسلین  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس زمانہ خیر و صلاح میں کہ فتنہ و فساد سے یکسر پاک و منزہ

منہجی علی شہادت علیہ وسلم عیدین کی دعا کا انداز  
 اجتہاد نماز



[illegible]

1950

5

[illegible]

افضل الصلوة والسلام نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہے مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے اس کے بعد حدیث میں اُن فرشتوں کا شہر کے ہر گاہ کے پر کھڑے ہونا اور مسلمانوں کو عید گاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا (جب مسلمان عید گاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملکہ اُس سے یوں عرض کرتے ہیں پھر فرمایا رب تبارک و تعالیٰ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو مانگو کہ مجھے قسم اپنی عزت و جلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لیے مانگو گے میں تمہیں عطا فرماؤں گا اور جو کچھ دنیا کا سوال کرو گے اُس میں تمہارے لیے نظر کروں گا (یعنی دنیا کی چیزیں خیر و شر دونوں کو محفل میں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر شر کو خیر سمجھ لیتا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لہذا دنیا کے لیے جو کچھ مانگو گے اُن میں کمال رحمت نظر فرمائی جائیگی اگر وہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہوگی عطا ہوگی ورنہ اُس کی برابر بلا و نفع کرینگے یا عار و ذیلت کے لیے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لیے ہر صورت سے بہتر ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہے جب تک تم میرا مقبرہ رکھو گے میں تمہاری مغز شوں کی ستاری فرماؤں گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تمہیں اہل کبار میں فصاحت و رسوائی کروں گا پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا) فقیر غفرلہ الغنی القدر کرتا ہے اس کا نام مبارک کا اول یا عبادی سلوئی ہے یعنی اے میرے بندو مجھ سے دعا کرو اور آخر الامر خواہ مخور انکم یعنی گھروں کو پلٹ جاؤ کہ تمہاری مغفرت ہوئی تو ظاہر ہوا کہ یہ ارشاد بعد ختم نماز ہو گیا ہے کہ ختم نماز سے پہلے گھروں کو واپس جائیگا حکم ہرگز نہ ہو گا تو اس حد سے مستفاد کہ خود رب العزہ جل و علا بعد نماز عید مسلمانوں سے دعا کا تقاضا فرماتا ہے پھر وائے بدبختی اُس کی جو ایسے وقت مسلمانوں کو اپنے رب کے حضور و علی سے رو کے نسال العفو والعافیۃ امین (اللہ) اقول و باشر التوفیق۔ ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم باسانید صحیحہ حمیدہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو داؤد و دارقطنی ابو یوسف



ابی سشیبہ استاذ بخاری و سلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور نسائی و طبرانی بسند صحیح و ابن ابی الدنیا اور عالم بافادہ رحمہم حضرت جمیر بن مسلم رضی اللہ عنہ اور نسائی و عالم تصحیح تصحیح و ابوالقاسم طبرانی باسناد حیدہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسائی و ابن ابی الدنیا و عالم و بیہقی حضرت اسماء بن عاتشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا جلس احدکم فی مجلس فلا یبرح منہ حتی یقول ثلاث مرات سبحانک اللہم ربنا و محمدک لا الہ الا انت اغفر لی و تب علی فان کان ابی خیرا کان کالطالع

علیہ و ان کان مجلس لغو کان کفارة لما کان فی ذلک المجلس جب تم میں کوئی کسی جلسے میں بیٹھے تو زہار وہاں سے نہٹے جب تک تین بار یہ دعا نہ کرے (پاک کر دے)

اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجالاتا ہوں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں مجھے گناہ بخش اور مجھے توبہ دے کہ اگر اس جلسے میں اُس نے کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ دعا اُس پر مہر ہو جائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا تو جو کچھ اُس میں گزرا یہ دعا اُس کا کفارہ ہو جائے گی) یہ لفظ ہمہ روایت امام ابو بکر ابن ابی الدنیا حدیث جمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یوں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس مجلسا یقول فی آخرہ اذا اسراد ان یقول

من المجلس سبحانک اللہم محمدک اشهد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی جلسہ فرماتے تو اُس کے ختم میں اُٹھتے وقت یہ دعا کرتے (تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں) اسی طرح رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں لفظ ادا ان نکھض ہے یعنی جب اٹھا چاہتے یہ دعا فرماتے اور انھوں نے بعد لفاظ

مذکورہ دعائیں اسے لفظ اور زائد کیے مغلط سوئے وظلمت نفسی فاعف عنہ لا یغفر  
 الذنوب الا انت میں نے بڑا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا اب میری مغفرت فرمائے  
 بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعائیں  
 مثل حدیث ابو ہریرہ ہی اُس میں بھی ارشاد ہوا قال قبل ان یقوم میں مجلسہ کھڑے ہوئیے  
 پہلے یہ دعا کرنے (غرض اس حدیث صحیح مشہور علی اصول المحدثین میں جسے امام ترمذی نے حسن  
 صحیح اور حاکم نے بر شرط مسلم صحیح اور منذری نے حیدر لا ساند کا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم عام ارشاد و ہدایت قوی فعلی فرماتے ہیں کہ آدمی کوئی جلسہ کرے اس سے اٹھتے  
 وقت یہ دعا ضرور کرنی چاہیے کہ اگر جلسہ خیر کا تھا تو وہ نیکی قیامت تک سر بہر محفوظ رہیگی  
 اور لغو کا تھا تو وہ لغو باذن اللہ محو ہو جائیگا تو لفظ ومعنی دونوں کی رو سے ثابت ہوا کہ  
 ہر مسلمان کو ہر نماز کے بعد بھی اس دعا کی طرف ارشاد فرمایا گیا ہے جہت لفظ سے  
 تو یوں کہ مجلس نکرہ مسیاق شرط میں واقع ہو تو عام ہو تخصیص الجامع البکیر میں ہی النکرة  
 فی الشرط لغو فی الجزء تخصیص کلی فی النفی والاثبات جامع سفیر میں ہوا کہ نکرۃ فی  
 موضع الشرط و موضع الشرط نفی والنکرة فی النفی لغو معنی اسمائے شرط خود  
 سب صورتوں کو عام ہوتے ہیں امام محقق علی الاطلاق فتوح میں فرماتے ہیں اذا عام فی  
 علی ما ہو حال اسماء الشرط تو قطعاً تمام صلوات فریضہ و واجبہ و نافلہ لے جلسے اس حکم  
 میں داخل اور ادعائے تخصیص بے تخصیص محض مردود و باطل اور جہت معنی سی یوں کہ مجلسہ خیر  
 سے اٹھتے وقت یہ دعا کرنا اس خیر کے حفظ و نگاہداشت کے لیے ہے تو جو خیر جس قدر کہ  
 و اعظم اس قدر اسکا حفظ ضروری و اہم اور بلاشبہ خیر نماز سب خیروں سے افضل  
 و اعلیٰ تو ہر نماز کے بعد اس دعا کا اگلا نماز کہ تم ہو ایام بکرم نماز عیدین نماز نہیں یا  
 اس کے حفظ کی جانب نیاز نہیں یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے  
 فرمادیا ہے کہ ہمارا یہ ارشاد و ما درہ منے عیدین یا ما سوائے نماز میں ہی یا اس کے



بعد یہ دعا نہ کرنا سچن اللہ میں جلسہ صلوات کا اس حکم میں داخل عموم لفظ و شہادت معنی سے ثابت کرتا ہوں خود حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں نہ ذکر کروں جس میں صاف تصریح ہے کہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس جلسہ نماز کو اس حکم میں داخل فرمایا تخریج حدیث تو ابوہریرہؓ نے چکے کہ نسائی وابن ابی الدنیا و عالم و بیہقی نے روایت کی اب لفظ مینی سنن نسائی کی نوع من المل کو بعد التسلیم میں ہے عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جلس فجلسا و صلی تکلم بکلمات فسألتہ عائشہ عن الکلمات فقال ان تکلم بخیر کان طابعا علیہ من الیوم القیمہ وان تکلم بشر کان کفارة له سبحانک اللہم وبحمدک استغفرک والوب الیک یعنی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے ام المؤمنین نے وہ کلمات پوچھے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ قیامت تک اُس پر مہر ہو جائیں گے اور بری کسی ہے تو کفارہ (اُسی میں تیری تسبیح و حمد بجالاتا اور تجھ سے استغفار و توبہ کرتا ہوں) پس بعد اللہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ نماز عیدین کے بعد دعا مانگنے کی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی لفظ لا یرحون بنوں تاکیدار شاد ہوا بلکہ انصاف یہ کہیے تو حدیث ام المؤمنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجہ الکریم و علیہا وسلم خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بعد نماز عیدین دعا مانگنا بتا رہی ہے کہ صلے زیر اذا داخل تو ہر صورت نماز کو عام و شامل اور منجملہ صورت نماز عیدین تو حکم مذکور انھیں بھی متناول ہے۔ حدیث جلیل بعد اللہ خاص جزئیہ کی تصریح کامل (والجاء) اقول وبارک التوفیق ان سب سے قطع نظر یہی ہے تو دعا مطلقاً اعظم منہ و بات و منیسہ و اصل مطلوب بات

۱۹  
حدیث

ت دعا شریعاً کہ ثابت ہو چکا اور ہر وقت و ہر حال میں لایسہ ہو جائے





علما ان اس حدیث کی کفیل میں ہیں بخوف اطاعت احادیث فضائل سے عطف  
 غنائ کیلئے صرف ان بعض حدیثوں پر اقتدار کرتے ہیں جن میں دعا کی خاص تاکید یا  
 اس کے ترک پر تنبیہ یا اس کی تکثیر کا حکم آئید سب سے حدیث ابو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم  
 عباد اللہ بالدعاء خدا کے بندو دعا کو لازم پکڑو روایہ اکثر میں ہی مستغریباً  
 واحکام صحیحہ حدیث ۳۴ زید بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عبدی علی واجتهدوا فی الدعاء  
 بجمع درود بجمع اور دعائیں کو مستحکم کرو روایہ امام احمد و الشافعی و الطبرانی  
 فی الکبیر و ابن سعد و سمویہ و البغوی و البیہقی و ابی داؤد و ابن قانع حدیث ۳۵  
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے  
 ہیں لا تجزوا فی الدعاء فانہ لن یھذک مع الدعاء احد دعائیں تقصیر نہ کرو کہ دعا  
 کرتا رہے گا ہرگز الگ نہ ہوگا روایہ ابن جہان فی صحیحہ و ابی داؤد حدیث ۳۶  
 جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 فرماتے ہیں قد عون اللہ لیکم وھاذا کرم فان الداعی و سداہ المؤمنین رات دن  
 خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا پیجا رہے روایہ ابی داؤد حدیث ۳۷ عبد اللہ بن  
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے  
 ہیں اکثر الدعاء بالعرفۃ عافیت کی دعا اکثر مانگا کرو روایہ ابی داؤد حدیث ۳۸  
 حدیث ۳۹ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد المقصود البیرم دعا کی  
 کثرت کہ دعا قضا سے بہرہ کور دے گی سب خروج الدعاء فی اللیل و فی النہار  
 حدیث کی شرح فقیر کے رسالہ ذیل الدعاء میں ہے سب سے بہتر دعا یہ ہے کہ دعا مانگو

حدیث ۳۳

حدیث ۳۴

حدیث ۳۵

حدیث ۳۶

حدیث ۳۷

حدیث ۳۸

حدیث ۳۹

صامت و ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے ایک بار حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی فضیلت ارشاد فرمائی صحابہ نے عرض کی اذا انکثر ایسا  
ہے تو ہم دعا کی کثرت کریں گے فرمایا اللہ اکثر اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے و فی الزمان  
الآخری اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے رواہ الترمذی و الحاکم عن عبادۃ و صحابہ و احمد  
و البزار و ابویعلیٰ باسانید جیدۃ و الحاکم و قال صحیح الاسناد عن ابی سعید  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث ۹۰ و ۱۰۰ اسلمان فارسی و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
کی حدیثوں میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سبرہ  
ان یشجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر من الدعاء عند الرخاء جسے خوش  
آئے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں میں اُس کی دعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دعا کی کثرت  
رکھے رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ و الحاکم عنہ و عن سلمان و قتال صحیح و اقروہ  
حدیث ۱۱۰ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور پُر نور صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یسأل اللہ یغضب علیہ جو اللہ تعالیٰ  
سے دعا نہ کریگا اللہ تعالیٰ اُس پر غضب فرمائے گام رواہ احمد و ابن ابی شیبہ و  
البخاری فی الادب المفرد و الترمذی و ابن ماجہ و البزار و ابن حبان و الحاکم و صحابہ  
ایہا المسلمون تم نے اپنے مولیٰ جل و علا اور اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کے ارشادات سُننے اُن میں کہیں بھی تخصیص و تقیید کی ہو ہے یہ تو بار بار فرمایا کہ دعا کرو  
کہیں ابھی فرمایا کہ فلاں نماز کے بعد نہ کرو یہ تو صامت ارشاد ہوا ہے کہ جس وقت دعا  
کرو گے میں سنو گا کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں وقت کرو گے تو نہ سنو گا۔ یہ تو تاکید بار  
بار حکم آیا ہے کہ دعا سے عاجز نہ ہو دعائیں کوشش کرو۔ دعا کو لازم پکڑو دعا کی کثرت  
رکھو۔ رات دن دعا مانگو کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد نہ مانگو۔ یہ تو دُر  
سنایا گیا ہے کہ جو دعا نہ مانگے گا اُس پر غضب ہو گا کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں

حدیث ۹۰ و ۱۰۰

حدیث ۱۱۰



نماز کے بعد جو مانگے گا اُس سے اللہ فرمائے اراض ہو گا اور جب کہیں نہیں تو خدا اور رسول  
جل جلالہ وسلم اسے نواہی دے گا جس چیز کو عام و مطلق رکھا دوسرا اُسے  
مخصوص و مقید کرنے والا کون خدا اور رسول عز مجدہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا اُسے منع کرنے والا کون۔ قال تعالیٰ وَلَا تَقُولُوا  
لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ وَلِيَنْفَرُوا عَلَى اللَّهِ لَئِنْ  
رَأَوْا الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ **صل یہ ہے کہ ان احکام**  
الایہ حکم صرف خدا ہی کے لیے ہے جس چیز کو اُس نے کسی ہیئت خاصہ یا محل معین  
سے مخصوص اور اُس پر مقصور و محصور فرمایا اُس سے تجاوز جائز نہیں جو تجاوز کرے گا  
دین میں بدعت نکالے گا اور جس چیز کو اُس نے ارسال و اطلاق پر رکھا ہرگز کسی  
ہیئت یا محل پر مقصور نہ ہوگی اور ہمیشہ اپنے اطلاق ہی پر رہے گی جو اُس سے بعض  
صور کو جدا کرے گا دین میں بدعت پیدا کرے گا ذکر و دعا اسی قبیل سے ہیں کہ زہار و سج  
مطہر نے انہیں کسی قید و خصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ عموماً و مطلقاً ان کی تکثیر کا حکم  
دیا۔ دعا کے بارے میں آیات و احادیث اُن ہی چلے آئے اور دلائل مطلقہ تکثیر ذکر و تحسین  
اس سلسلہ شمار میں (خاصاً) کیے کہ ہر دعا بالہاتہ ذکر اُسی ہے اور اُس پر علمائے  
تفصیل بھی فرمائی مولانا قاری شری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل دعا ذکر  
تو اجازت عائدہ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامہ دعا کے دلائل ہیں کہ تعمیم افراد اعم  
یا مساوی لاجرم تعمیم افراد احض و مساوی ہے کمالاً بخفی ان دلائل جلال کا و فور کامل  
حد احصا کا طرف مقابل۔ فقیر غفرلہ المولی القدر نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذکار  
بحول الوباء میں اس مدعا پر کثرت آیات و احادیث لکھی ہیں اذ انجملہ حدیث حسن ابو سعید  
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر و اذکار  
اللہ حتی یقولوا مجنون ذکر اُسی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ مجنوں بتائیں

تکثیر ذکر اُسی کا یہ وجہ ہے کہ ذکر و دعا اسی قبیل سے ہیں کہ زہار و سج  
مطہر نے انہیں کسی قید و خصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ عموماً و مطلقاً ان کی تکثیر کا حکم  
دیا۔ دعا کے بارے میں آیات و احادیث اُن ہی چلے آئے اور دلائل مطلقہ تکثیر ذکر و تحسین  
اس سلسلہ شمار میں (خاصاً) کیے کہ ہر دعا بالہاتہ ذکر اُسی ہے اور اُس پر علمائے  
تفصیل بھی فرمائی مولانا قاری شری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل دعا ذکر  
تو اجازت عائدہ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامہ دعا کے دلائل ہیں کہ تعمیم افراد اعم  
یا مساوی لاجرم تعمیم افراد احض و مساوی ہے کمالاً بخفی ان دلائل جلال کا و فور کامل  
حد احصا کا طرف مقابل۔ فقیر غفرلہ المولی القدر نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذکار  
بحول الوباء میں اس مدعا پر کثرت آیات و احادیث لکھی ہیں اذ انجملہ حدیث حسن ابو سعید  
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر و اذکار  
اللہ حتی یقولوا مجنون ذکر اُسی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ مجنوں بتائیں





اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ مامم فی  
کافی شرح دانی میں فرماتے ہیں ادین یہ ذکر اللہ تعالیٰ فی الاوقات کلہا آیت سے  
یہ مراد کہ ذکر انہی جمیع اوقات میں کرو آیت ہم قال تبارک مجدہ واذکرُوا اللہَ  
کثیراً اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔ معام میں ہے فی جمیع المواطن علی السراع والضراء  
تمام مواقع میں غشی وکلیف میں آیت ۵ قال تقدس اوصافہ والذکرین  
اللہ کثیراً والذکر آیت اعد اللہ ملہم خیرۃ واجر عظیم ۵ خدا کو بکثرت یاد  
کرنے والے سردار اور بکثرت یاد کرتے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور  
بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ثابت  
بالسند میں لکھتے ہیں لا یخفی ان الذکر والتسبیح والتہلیل والیدعاء الیاس بہ  
لا تھا مشروعة فی کل الامکنۃ والا زمان پوشیدہ نہیں کہ ذکر تسبیح وتہلیل ودعاء  
میں کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ چیزیں تو ہر جگہ اور ہر وقت مشروع ہیں۔ اللہ اللہ کیا تم  
بھری ہیں وہ لوگ کہ قرآن و حدیث کی ایسی عام مطلق اجازتوں کے بعد خود ہی بخوابی  
بہنگانہ خدا کو اس کی یاد و دعا سے روکتے ہیں حالانکہ اس نے ہرگز اس دعا سے  
مانعت نہ فرمائی قل اللہ اذن لکم بهذا ام علی اللہ تفترکون ۱ والحوال والافوۃ  
الاب اللہ العلیٰ العظیم پس بھہ اللہ افتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دعا سے مذکور  
فی السوال قطعاً جائز و مندوب اور اس سے مانعت محض بے اصل و باطل و معیوب و الحس  
للہ ہادی القلوب والصلوۃ والسلام علی شفیع الدنوب والہ وصحبہ علیہ العینو  
ما تناوب لشمس الطلوع والغروب امین الحیدر الثانی وینجود الجیب  
موصول الاصلانی پہلے وہ فتویٰ پیش نظر رکھ لیجیے کہ مستندین کا حاصل سعی یہ مبلغ  
وہم ظاہر ہو جاوے گا اس فتویٰ میں جواز و عدم جواز کی اصلاً بحث نہیں نہ سائل نے  
اس سے پوچھا نہ مجیب نے ناجائز لکھا بلکہ سوالی یوں ہی ماقولہم رحمہم اللہ

تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام اور اصحاب و تابعین  
 وسیع تابعین و ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعد نماز عیدین کے دعا  
 مانگتے تھے یا بعد پڑھنے خطبہ عیدین کے کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر اور ہاتھ اٹھائے یا بیٹھ کر  
 ہاتھ اٹھائے بیٹھ کر یا فتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ بحسن المآب اور جواب  
 یہ ہوا المصوب روایات حدیث سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کر کے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاد  
 فرماتے دعا مانگنا بعد نماز یا خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرام و تابعین  
 عظام سے ثبوت اس کا نظر سے نہیں گذرا۔ و اللہ اعلم۔  
 حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تاجاؤن شر عن ذنبہ ابلی و الخفی

محمد عبدالحی  
 ابو الحسنات

اقول وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق قطع نظر اس سے کہ یہ  
 فتوے محل احتجاج میں کہاں تک پیش ہو سکتا ہے حضرات انیس کو ہرگز مفید نہ  
 ہمیں مضر جزاء عدم کا تو اس میں ذکر ہی نہیں سائل و مجیب دونوں کا کلام ورود  
 و عدم ورود میں ہے مجیب نے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے  
 ثابت نہ ہونے پر جزم بھی نہ کیا صرف اپنی نظر سے نہ کر رہا تھا اور ہر حال میں کہ  
 نہیں اور نہ دیکھا میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ ان کے لیے جو کابرہ ہر ان عن حدیث  
 ہیں بارہا فرماتے ہیں ہم نے نہ دیکھی اور دوسرے محدثین اس کا پتا دیتے ہیں فقیر نے  
 اس کی متعدد مثالیں اپنے رسالہ صفائح الجبین فی کون التصانیع بکفی الیدین  
 میں ذکر کیں پھر یہ نہ دیکھنا بھی مجیب غامض اپنا بیان کر رہے ہیں نہ کہ ائمہ شان نے



اس طرح کی تصریح فرمائی کہ ایسا ہوتا تو نظر سے نہ گزرا کہے عوفی اُس امام کا ارشاد نقل کرتے خصوصاً جبکہ سائل درخواست کر چکا تھا کہ بینوا بستن المکتاب تو آج کل کے ہندی علما کا نہ دیکھنا نہ ہونے کی دلیل کیونکر ہو سکتا ہے آخر نہ دیکھا کہ فقیر غفرلہ مولیٰ القدر نے حدیث صحیح سے اُس کا نفس صریح ائمہ تابعین قدست اسرار ہم سے واضح کر دیا و الحمد للہ رب العالمین پھر خصوصاً جوئیہ سے قطع نظر کیجئے جس کا التزام عقلاً و نقلاً کسی طریقت ضرور نہیں جب تو فقیر نے خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس طرح اس کا ثبوت روشن کیا منصف غیر متعصب اُس کی قدر جانے لگا و الحمد للہ و المنة پھر سوال میں تبع تابعین و ائمہ اربعہ سے بھی استفسار تھا مجیب نے ان کی نسبت اُس قدر بھی نہ لکھا کہ نظر سے نہ گزرا اب خواہ ان سے ثبوت نہ دیکھا یا پوری بات کا جواب نہ ہو بہر حال محل نظر و استدلال مستند صرف اس قدر کہ مجیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی ثبوت کرتے ہیں اور تقریب یہ کہ حدیثوں میں صرف بعد نماز خطبہ اور بعد خطبہ معاودت کا ذکر ہے و بس۔ اس کلام کے لیے دو محمل ہیں ایک یہ کہ حدیثوں میں یہی وار ہے کہ نماز کے متصل خطبہ اور خطبہ کے متصل معاودت فرماتے تو دعا کا وقت کو نسا رہا اس تقدیر پر ثبوت عدم کا اودھا ہو گا دوسرے یہ کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ و معاودت کا ذکر ہے دعا مذکور نہیں یہ عدم ثبوت کا دودھ ہو گا اور کلام مجیب سے یہی ظاہر ہے کہ ثابت نہیں کہتے ہیں نہ کہ نہ کرنا ہی ثابت ہے اور لفظ اس قدر معلوم ہوتا ہے بھی اسی طرف ناظر کہ اگر اس سے اثبات عدم مقصود ہوتا تو طرز ادایہ تھی کہ حدیثوں سے صاف ثابت کرنا کہ خطبہ و معاودت میں متصل تھا پس دعا نہ لگنا ثابت ہوا بالائتہ شاید حضرات تابعین اپنے نفع کے لگائے ہوں گے کلام مجیب کو خواہ مخواہ محل اول پر محل کریں ابتدا فقیر غفرلہ مولیٰ القدر دو محل محل کلام کرنا ہی و بالشر التوفیق محل اول پر یہ کلام خود ہی بروہ کثیر و باطل (اجل)

یہ تو اصل کسی حدیث میں نہیں کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام  
 پھیرتے ہی بغور حقیقی معاً خطبہ فرماتے تھے اور خطبہ ختم فرماتے ہی بے فصل آئی فوراً  
 واپس تشریف لاتے غایت یہ کہ کسی حدیث میں فائے تعقیب آنے سے استدلال  
 کیا جائے مگر وہ ہرگز اتصال حقیقی پر دل نہیں کہ دو حرف دعا سے فصل کی مانع ہو فتح  
 شرح مسلم میں فرمایا الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب من غیر مہملہ و تراخ بعد  
 فی العرف مہملہ و ضم تراخ یا اندازہ تدریقات ضیقہ فلسفہ نہیں محاورات صافیہ  
 عرفیہ میں اگر زید وعدہ کرے نماز پڑھ کر فوراً آتا ہوں تو نماز کے بعد معمولی دو حرفی  
 دعا ہرگز عرفاً و شرعاً مبطل فوراً موجب خلاف وعدہ نہ ہوگی مسئلہ سجود تلاوت و سلامتیہ  
 میں سُننا ہی ہوگا کہ دو آیتیں بالاتفاق اور تین علی الاختلاف قاطع فوراً نہیں (دُعا مانع)  
 دعا مانع ہے اور توابع فاصل نہیں ہوتے واجبات میں ضم سورت سُننا ہوگا مگر آیتیں فاصل  
 نہیں کہ تابع فاتحہ ہے حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تسبیح  
 حضرت بتول زہرا صلوات اللہ وسلامہ علی ابیہا الکریم و علیہا کی نسبت فرمایا معقباً  
 لا یخیب قائلہن کچھ کلمات نماز کے بعد بلا فاصلہ کہنے کے ہیں جن کا کہنے والا نامراد  
 نہیں رہتا رواہ احمد و مسلم و الترمذی و النسائی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ بالانتمہ عطا فرماتے ہیں اگر سنن بعد یہ کہے بعد پڑھے تعقیب میں فرق نہ آئے گا کہ سنن  
 توابع فاصل سے ہیں درختار میں یہ تکرار تاخیر السنۃ الا بقدر اللہم انت السلام  
 انتم رد التمار میں یہ نماز رواہ مسلم و الترمذی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان  
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقعد الا بمقول اللہم انت السلام  
 و منک السلام تبارکت یا ذوالجلال و الاکرام و ما عاودہ من الاحادیث فی الاذکار  
 عقب الصلاۃ فلا دلالة فیہ علی الاتیان بها قبل السنۃ بل یجوز علی الاتیان بها بعدھا لانی  
 السنۃ من لیس فی الفرضۃ و قولہا و مکمل لا یفلن لکن اجنبیۃ عنہا فاما یفعل بعدھا یطلق

و نہ خواہا اتصال حقیقی نہیں  
 تو تابع فاصل و نہ فانی تعقیب نہیں  
 حدیث ۳۹



علیہ اللہ عقیب الفریضۃ (ثالثاً) تاکہ مفادنا اتصال حقیقی ہی تاہم خوب تنبیہ  
 رہنا چاہیے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نو برس عید کی نمازیں  
 پڑھی ہیں تو احادیث متعددہ و قانع متعددہ پر محمول ہونا ممکن ہیں اگر ایک حدیث  
 صلاۃ و خطبہ اور دوسری خطبہ و انصراف میں وقوع اتصال پر دلالت کرے اصلاً  
 بکار آمد نہیں کہ ایک بار بعد خطبہ دوبارہ بعد نماز دعا کا عدم ثابت نہ ہو گا تو مقصود  
 سے منزلوں دور رہے کمالاً بخفی (رابعاً) مسلم کہ ایک ہی حدیث میں دونوں اتصال  
 مصرح ہوں تاہم بمقتضی دوام تو اصلاً کوئی حدیث نہ آئی ومن ادعیٰ فعلیہ البیان  
 اور ایک آدھ جگہ صلی فخطب فعاد ہو بھی تو واقعہ حال ہے اور وقوع حال کے لیے  
 عموم نہیں لہذا نصوا علیہ اور ہم قائل وجوب و لزوم نہیں کہ ترک مرۃ ہمارے  
 منافی ہو اور اگر لفظ کان یصل فی خطب فیعود بھی قرین کریں تو ہنوز اس کا تکرار  
 پر دلیل ہونا محل نزاع نہ کہ دوام خود مجیب اپنے رسالہ قایمہ المقال میں کلام حافظ  
 ابو زرہ عرقی ان فی الصحیحین وغیرہما عن سعید بن یزید قال سألت انس  
 بن مالک کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصل فی فعلیہ  
 فقال نعم وظاہرہ ان هذا کان شانہ وعادۃ المستمرة دائماً الخ نقل کر کے  
 لکھتے ہیں ما ذکرہ من دلالة حدیث انس علی کون العادة النبویة مستمرة  
 بالصلاة فی النعال منظور فیہ عدم وجود ما یدل علیہ فیہ ولعلہ استخرج  
 من لفظ کان وهو استخراج ضعیف لما نص علیہ الامام ابو یوسف فی کتاب  
 صلاۃ الدلیل من شرح صحیح مسلم من ان لفظ کان لا یدل علی الاستمرار  
 والدوام فخرجہ اصلاً اس مسئلہ کی تمام تحقیق فقیر کے رسالہ التاج المکمل  
 فی ائادۃ مدلول کان یفعل میں ہے (خاصاً) یہ سب تو بالائی کلام تھا  
 احادیث پر نظر کیجیے تو وہ اور ہی پتھر اظہار غرقانی ہیں صحیح ستہ وغیرہ

تخصیصاً تصحیح میں روایات کثیرہ بلفظ شمر و اردو شمر فاصلاً و مہلت چاہتا ہے تو ادعا کرے احادیث میں اتصال ہی آیا محض غلط بلکہ حرف اتصال اگر دو ایک حدیث میں آئے تو کلمہ انفصال آٹھ دس میں اب روایات سنئے۔

**حدیث ۱** تصحیح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے واللفظ لمسلم قال شہدت صلاۃ الفطر مع بنی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم فکملہ صلیبھا قبل الخطبۃ لشر یخطب حدیث ۲ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی فی الاضحی والفطر لشر یخطب بعد الصلاۃ حدیث ۳ اسی کے باب استقبال الامام الناس فی خطبۃ العید میں حضرت برار بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم اضحی فصل العید رکعتین لشر اقبل علینا بوقتہ وقال الحدیث حدیث ۴ اسی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی یوم النحر لشر یخطب الحدیث حدیث ۵ اسی میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم النحر لشر یخطب لشر ذبح حدیث ۶ جامع ترمذی میں باقادر تصحیح صحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر یصلون فی العیدین قبل الخطبۃ لشر یخطبون حدیث ۷ سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین لشر یخطب یہ سات حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پر نور سید عالم

حدیث ۱

حدیث ۲

حدیث ۳

حدیث ۴

حدیث ۵

حدیث ۶

حدیث ۷



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیق و فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز عیدین کا سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے حدیث صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے واللفظ البخاری کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتخرج یوم الفطر والاضحیٰ فاول شیء یدعو بہ الصلوة ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صنفوفهم فیخطبہم و یؤم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعہ او یأمر بشیء امریہ لشر ینصرف یہ حدیث خطبہ و معاودت میں فصل بتاتی ہے حدیث ۹ بخاری و مسلم و دارمی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ حضرت جبر اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم فطر الاضحیٰ فصلى ثم خطب لشراتی النساء فوعظهن وذكرهن وامرهن بالصدقة یہ حدیث دونوں جگہ فصل اظہار کرتی ہے۔ سچن اللہ پھر کیونکر ادعا کر سکتے ہیں کہ نماز و خطبہ و خطبہ و معاودت میں ایسا اتصال و ملا جو عدم دعا پر دلیل ہو اگر کیے لشر بھی مجازاً بحالت عدم مہلت بھی آتا ہے قال الشاعرون

کھڑا رہ دینی تحت العجاج جری فی الانامیب لشر اضطرب  
اقول تم مستدل ہو اور مستدل کو احتمال کافی نہیں خصوصاً خلاف اصل کمالا  
یخط علی ذی عقل معذات بارہ مجرد ترتیب بے معنی اتصال و تعقیب کے  
لیے آتی ہے امام جلال الدین سیوطی اتقان میں زیر بیان فرماتے ہیں قد  
تجئ لمجرد الترتیب نحو قرأ علی اہلہ فجاء یجعل سہین ۵ فقرتہ الیہم۔  
فأقبلت امرأتہ فی صرة فضکت وضحکھا۔ فالزجرات زجراہ فالتالیات  
بلکہ مسلم الثبوت میں ہے الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب لوفی الذکر  
تو ایک فاء کا مجرد ترتیب یا ترتیب فی الذکر مجاز پر حمل اور لے ہیادیں لشر کا

حدیث صحیحین

حدیث صحیحین

حدیث صحیحین

مجاز پر (سادسا) یہ عدم فصل بطور سلب عموم لیتے ہو تو ہمیں کیا مضر اور تمہیں کیا مفید کہ ہمیں ایجاب کلی کی ضرورت نہیں جو سلب جزئی ہمارے خلاف ہو اور بطور عموم سلب تو دونوں جگہ اس کا بطلان ثابت و واضح صحیح حدیثیں تنصیف کر رہی ہیں کہ بالیقین دونوں جگہ فصل وقع ہوا نماز و خطبہ میں وہ حدیث (۱۰) کہ ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی واللفظ لابن ماجہ قال حضرت العید مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیصلی بنا العید ثم قال قد قضینا الصلوة فمن احب ان یجلس للمخطبة فلیجلس ومن احب ان یناھب فلیناھب میں عید میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نماز عید پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز تو پڑھ چکے اب جو خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہتے بیٹھو اور جو جانا چاہے چلا جائے اگر لشکر کا خیال نہ بھی کیجیے تو یہ کلام نماز و خطبہ کے درمیان فاصل تھا تو ہمیشہ اتصال حقیقی ہونا باطل ہوا اور خطبہ و معاودت میں تو فصل کثیر اسی حدیث نہم سے ثابت جو عنقریب گزری جس کی ایک روایت بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی کے یہاں یوں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم خطب ثم خطب ثم اتی النساء و معہ بلال فوعظھن و ذکرھن و امرھن بالصمدۃ فرائتھن یتھن یا ید یھن یقذ فنہ فی ثوب بلال ثم انطلق ہو و بلال الی بیتہ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نہ اقل یہ حدیث صحیحہ رداۃ الیراد عن محمد بن الصباح الیراد صدوق و النسائی عن محمد بن یحییٰ بن ایوب ثقہ و ابن ماجہ عن عبد الوہاب عبد وق و عمر بن رافع البعلی ثقہ ثبت تکریم قالوا ثم انطلق بن موسیٰ ثقہ ثبت ثنائین جریر بن عطاء و ہامہ ماہرا عن عبد اللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما و الابیہ صحیحہ فتصویب دس و بن معین ارسالہ غورضا محمد بن ابی عبد اللہ الثقافی نا لحدیث صحیح علی اصولنا ۱۲ منہ



نے نماز عید پر بھی پھر بعد خطبہ فرمایا پھر بعد ازاں صفوں انہماں پر تشریف لاکر انھیں وعظ  
 وارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ بی بیاں اپنے ہاتھوں سے گناہ مار کر  
 بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شانہ نبوت کو تشریف فرما ہوئے۔ دیکھو خطبہ کے کتنے دیر  
 بعد معاودت ہوئی یہ وعظ وارشاد کہ بی بیوں کو فرمایا گیا جزر خطبہ نہیں بلکہ اس سے پہلے ہی  
 صحیحین میں روایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صاف فرماتے ہیں کہ مشہور  
 خطب الناس بعد فلما فرغ بنی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزل فاتی النساء  
 فذا کرہن الحدیث یعنی پھر بعد نماز حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا  
 جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اتر کر بی بیوں کے پاس  
 تشریف لائے اور انھیں تذکر فرمائی۔ علامہ زر قانی شرح مواہب میں ناقص  
 ہذا الروایۃ مصرحۃ بان ذلك كان بعد الخطبة امام نووی منہاج میں فرماتے  
 ہیں انما نزل الیہن بعد فراغ خطبة العید پس بحوالہ اللہ تعالیٰ ماہ نیم اہ مہ نیم روزہ  
 کی طرح روشن ہوا کہ اس تقریر سے عدم دعا کا ثبوت چاہنا محض ہوس خام اور اس  
 محل پر یہ کلام خود باطل و بے نظام و الحمد للہ ولی الاغنام اب محمل (دوہم)  
 کی طرف چلیے جس کا یہ حال کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ کا ذکر ہے ان کے  
 بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعا مانگنا مذکور نہ ہوا اقول یہ حضرات انھیں  
 کے لیے نام کو بھی مفید نہیں سائل نے اس فعل خاص بخصو صیت خاصہ کا  
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صدور پوچھا تھا کہ کس طور پر ہوا اس کا جواب  
 یہی تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس فعل خاص کی نقل جزئی  
 نظر سے نہ گزری مگر اسے عدم جواز کا فتویٰ جان لینا محض جہالت بے مزہ (اول)  
 عید اول میں گزرا کہ حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابی عروم نے

در حدیث ضعیف سے استنباط ثابت ہو جائے گا

در حکم مطلق کے لئے ثبوت اس کے تمام خصوصیات تک کیلئے ثابت ہو جائے گا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دعا کا ثبوت فعلی بتا رہی ہو (ثانیاً)  
ثبوت فعلی نہ ہو قولی کیا کم ہے بلکہ من وجہ قول فعل سے اعلیٰ و اتم ہے۔ اب عید  
اول کی تقریریں پھر یاد کیجئے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بعد نماز  
عید خود رب مجید جل و علا کا اپنے بندوں سے تقاضائے دعا فرماتا بتا رہی ہو  
اس کے بعد اور کسی ثبوت کی حاجت کیا ہے اگر کیجئے وہ حدیث ضعیف ہو اقول  
فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالا جماع مقبول اور اثبات استنباط میں کافی  
و وافی ہے کما نص علیہ العلماء الفحول خود مجیب کے آخر جلد دوم فتاویٰ میں  
ہے۔ حدیث ضعیف برائے اثبات استنباط کافی ست چنانچہ ابن ہمام در فتح القدیر  
مکتبہ الجناز می نویسد والا استنباط یقیناً بالضعیف غیر الموضوع النکھ  
(مثلاً) جب شرع مطہر سے حکم مطلق معلوم کہ جواز و استحباب ہو تو ہر فرد کے لیے  
جد اگانہ ثبوت قولی یا فعلی کی اصلاً حاجت نہیں کہ باجماع و مطابق عقل و نقل حکم  
مطلق اپنی تمام خصوصیات میں جاری و ساری اطلاق حکم کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس  
ماہیت کلیہ یا فرد منسخر کا جہاں وجود ہو حکم کا ورود ہو اور فردیت بے خصوصیت محال  
اور وجہ و عینی و تعین تساوق تو جس قدر خصوصیات و تعینات معقول ہوں سب  
ایقین اسی حکم مطلق میں داخل ہیں تک کسی خاص کا استثنا شرع مطہر سے ثابت  
اس قاعدہ جلیلہ کی تحقیق میں حضرت تمام المحققین الامامہ فقہین رحمۃ اللہ فی الارضین  
سیدنا الامامہ قدس سرہ الامامہ نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لفتح مبائی الفساد  
میں افلاہ فرمائی من شاء علیہ شرف مطالعہ یہاں اسی قدر کافی کہ خود حضرات ہابرہ  
کے امام ثانی معلوم اول میاں اسمعیل دہلوی رسالہ ہرعت میں لکھتے ہیں در باب  
مناظرہ در تحقیق حکم صورت خاصہ کہے کہ دعویٰ جہاں حکم مطلق در صورت خاصہ مبعوث  
جنہا می نباید ہماست متمسک باصل کہ در اثبات دعویٰ خود حاجت پر لیلہ ندارد



و دلیل او ہاں حکم مطلق ست و بس (زر البوا) ہم صدر جواب میں حضرات ائمہ تابعین سے  
 اس دعا کا ثبوت روایت کر آئے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت  
 نہ ہونے کو مانعین کس موافق سے منع ٹھہرا سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک تشریع ایکام تابعین  
 تک باقی رہتی اور ان کے بعد منقطع ہوتی ہے پھر قرن اول سے عدم ثبوت لیا مضر  
 و منافی ہی (خامسا) ہر عاقل جانتا ہے کہ ادعا کے عدم ثبوت میں قابل جرم و تصدیق  
 صرف عدم وجدان قائل ہے اور عدم وجدان عدم وجود کو مستلزم نہیں خصوصاً ایسا  
 زوال میں۔ اور امر واضح ہی اور سب واضح۔ اور گزرا اشارہ اور آئینکا دوبارہ ہم نے اس کا  
 کچھ بیان اپنے رسالہ صفائح الحجین وغیرہ میں لکھا یہاں اتنا ہی بس ہے کہ خود عجیب اپنی  
 کتاب السعی مشکور فی رد المذہب الماتوریین لکھتے ہیں نفی روایت سے نفی وجود لازم نہیں  
 نظائر اس کے بکثرت ہیں کم نہیں بجز ان کے حدیث عائشہؓ تو صحیح بخاری وغیرہ میں  
 مروی ہے ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسبح سبحانہ الطحی  
 والی لا یسبحھا انتھکے حالانکہ اس سے نفی وجود لازم نہیں ہے باحدیث مشکاۃ و الخضر  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صلاۃ اسے ادا کرنا ثابت ہے اسی وجہ سے جلال الدین سیوطی  
 رسالہ صلاۃ اسے میں لکھتے ہیں الخ جب ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک  
 عدم ثبوت عدم ثبوت واقعی کو مستلزم نہوا تو زید و عمرو و بن و تو کس شمار قطار میں ہیں  
 (سادسا) عدم ثبوت مان بھی پس تو اس کا صرف یہ حاصل کہ منقول نہوا پھر عقلاً کہ نزدیک  
 عدم نقل نقل عدم نہیں یعنی اگر کوئی منحل بخصوصہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول  
 نہوا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا بھی نہوا ہم محتق  
 علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں عدم النقل لا ینفی الوجود خود عجیب اپنی  
 سعی مشکور میں تشریح الشریعہ امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں عدم الثبوت لا ینفی  
 عتہ اثبات العدم۔ (سابعا) خادم حدیث جانتا ہے کہ باہر روایت حدیث امور مشہور و معروفہ

کسی کے پاس نہ تھا لازم نہیں ہے

خود عجیب اپنی کتاب السعی مشکور میں لکھتے ہیں الخ

کو چھوڑ جاتے ہیں اور ان کا وہ ترک دلیل عدم نہیں ہوتا ممکن کہ یہاں بھی برہنہ سے اشتہار  
 حاجت ذکر بخانی ہو اس اشتہار کا پتا اس حدیث صحیحہ سے چلیگا جو ہم نے صدر کلام میں  
 روایت کی کہ جب تابعین عظام میں بعد نماز عیدین دعا کا رواج تھا تو ظاہر انہوں نے  
 یہ طریقہ انیقہ صحابہ کرام اور صحابہ کرام نے حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام سے اخذ کیا  
 حضرات تابعین اگر دیانت پر آئیں تو سچ سچ بتا دیں گے کہ عیدین کے قعدہ اخیرہ میں خود بھی  
 دعا و درود پڑھتے اور اُسے جائز و مستحب جانتے ہیں اس کی خاص نقل حضور پرنور  
 علیہ السلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دکھا دیں یا اپنے بدعتی ہونیکا اقرار کریں۔ اور اگر فرائض  
 پر قیاس یا اطلاقات سے تسک کرتے ہیں تو یہاں کیوں یہ طرق نامقبول ٹھہرتے ہیں۔ واللہ  
 الموفق (ثامنا) نقل عدم بھی سہی پر وہ نقل منع نہیں اللہ عز و جل نے یہ فرمایا کہ مَا  
 تَشْكُرُ الرَّسُولَ فَنُخَذُوهُ وَمَا نَفَعَكَ رُحْنَهُ فَاْتَكُوهُ اور رسول دے وہ لو اور جس سے  
 منع فرمائے باز نہ ہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ مَا فَعَلَ الرَّسُولَ فَنُخَذُوهُ وَمَا لَمْ يَفْعَلْ فَاْتَكُوهُ  
 رسول جو کرے کرو اور جو نہ کرے اس سے بچو کہ شرعاً یہ دونوں قاعدے منقطع ہیں اہل علم و فہم  
 کے علم نسبت پر علم و بعد طریقت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۃ اثنا عشریہ میں فرماتے  
 ہیں کہ دن چہرے دیگرست و منع فرمودن چہرے دیگر (ما سوام) اگر محمد عدم نقل یا عدم  
 نقل مستلزم ممانعت ہو تو کیا جواب ہوگا شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم  
 صاحب اور صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب اور امام الطائفہ میاں اسماعیل اور ان کے  
 پیر سید احمد اور شیخ السلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب اور عمائد سلسلہ مرزا منظر صاحب  
 وقاضی ثناء اللہ صاحب وغیرہم سے جنہوں نے اذکار و اشغال وادرا و وغیرہ  
 کے صد ہا طریقے احداث و ایجاد کیے اور ان کے محدث و مخترع ہونے کے خود  
 اقرار کیے پھر اُنہیں کب سبب قرب الہی و رضاے ربانی جان کیے اور خود عمل میں  
 لگاتے اوروں کو اُنکی ہدایت و تلقین کرتے رہے شاہ ولی اللہ قول الجہیل میں

تابعین کی بے انتہائی  
 ذہنی و فکری بلوغت  
 و پیر کو ایں غرضیں



لکھتے ہیں لم یثبت تعین الاداب ولا قلت الاشغال مرزا جان جان صاحب  
 مکتوب میں فرماتے ہیں ذکر جہر با کیفیات مخصوصہ و نیز مراقبات بہ اطلالہ ممولہ کہ در قرون  
 متاخرہ رد اسح یافتہ از کتاب و سنت ما خود نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام و اعلام  
 از مبدی فیاض اخذ نموده اند و شرع ازاں سالت ست و داخل دائرہ اباحت و فائدہ  
 و ران ممتحن و انکار اُن ضرور ہے فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر سے تفصیل  
 اپنے رسالہ انوار الانوار من یم صلاۃ الاسرار میں ذکر کی و ہائے التوفیق (عاشرا) ان  
 سب صاحبوں سے درگزر سے خود وہ عالم جن کا فتوے اس مسئلہ میں تمہارا مبلغ  
 استناد و انتہا ہے استمداد ہے یعنی مولوی لکھنوی مرحوم انھیں کے فتاویٰ کی تصریح  
 جلیہ و تفصیلات قویہ دیکھیے کہ اُن کے اصول و فروع کس درجہ تمہارے فروع و اصول  
 کے قاطع و قاطع ہیں پھر ان مسائل میں اُن کا دامن تھا منا چرائے فرو کا صر صر جہل سر  
 سامنا عقل و ہوش سے لڑائی ٹھاننا نافع و مضر میں فرق نہ جاننا نہیں تو کیا ہے۔  
 میں یہاں اُن کی صرف وہ عبارتیں نقل کر دیتا ہوں حضرات و ہامیہ کے اسی مغالطہ  
 قائمہ الورد یعنی حد و شش خصوصاً اور قرون ثانیہ سے عدم ورود کو دلیل منع جانہ کی  
 قاطع و قاطع ہیں اور وہ بھی صرف اسی مجموعہ فتاویٰ سے نہ اُن کے دیگر رسائل سے  
 تاکہ سب پر ظاہر ہو سہ کہ ہا کہ باختم عشق و رشب دیجور ہے پھر ان میں بھی قصداً استیسا  
 نہیں بلکہ صرف چند عبارتیں پیش کر دیتا ہوں بعض سفید ضوابط و اصول اور بعض میں فروع  
 قاطعہ اصول فضول و اللہ المستعان علی کل جہول (الاصول) عبارت مجموعہ فتاویٰ  
 جلد اول کے صفحہ ۵۶ پر علامہ سید شریف کے حاشی مشکوٰۃ سے استناد نقل کرتے  
 ہیں کہ اُنھوں نے حدیث من احمد ث فی امرنا ہذا اسالوس منہ فہورد کی شرح  
 میں ارشاد فرمایا ا لہعنے ان من احداث فی الاسلام و بالہر یکن لہ من الکتاب السنۃ  
 سند ظاہر و مخفی ملفوظ او مستنہط فہورد و علیہ انتھجی حدیث کے یہ معنی ہیں

اصل میں در قرون و اباحت کے روٹی  
 مولوی جلدی صاحب کی ہمدردی

در قرون ثانیہ سے عدم ورود  
 پر کچھ ملاحظہ

کہ جو شخص دین میں ایسی رائے پیدا کرے جس کے لیے قرآن و حدیث میں ظاہر یا پوشیدہ  
 صراحت یا استنباط کی سطح کی سند نہ ہو وہ مردود ہے۔ تو صاف ثابت ہوا کہ قرون ثلثہ  
 سے دور و خصوصیت و نیاز ضروری نہیں بلکہ عیون و اطلاق اباحت میں دخول پسند کافی ہے  
 مگر وہ منہ بول اہل الحق۔ عبارت ۳۔ اسی کے صفحہ ۵ پر امام ابن حجر کی فتح  
 میں شرح ابن عربین سے ناقل المراد من قوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم من احاد  
 فی امرنا اهل الاما لیس منہ ما ینافیہ او لا یشہد لہ قواعد الشرع والادلة العامة  
 اٹھتے یعنی حدیث کی مراد یہ ہے کہ وہی نو پیدا چیز بدعت مسیئہ ہے جو دین و سنت  
 کو رد کرے یا شریعت کے قواعد اطلاق و دلائل عموم تک اس کی گواہی نہ دیں عبارت  
 اسی صفحہ پر خود دیکھتے ہیں گمان نبوی کہ استحسان شرعی صفت آلن مامور بہ است کہ  
 صراحت در دلیلی از دلائل باربعہ امر با و وارد شدہ باشد بلکہ استحسان صفت ہر مامور بہ  
 است نہ وہ صراحتہ امر با و وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ سندش یافتہ شدہ  
 باشد عبارت ۴ صفحہ ۵ پر لکھا ہے محمد شیکہ وجودش بخصوصہ در زمانہ ثلثہ  
 یا بعد از ثلثہ سندش در دلیلی از ادلہ اربعہ یافتہ شود ہم نفس خواہ شد ہی اپنی کہ بناؤ  
 مامور الی الخ عبارت ۵ صفحہ ۵ کتب فقیہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ  
 از منہ سابقہ تر آلن کا وجود نہ تھا بلکہ بسبب اغراض ممالک کے حکم اس کے جو ان کا دیا  
 کیا اور ان کے بعد عبارت ۶ صفحہ ۶ پر تسلیم کرتے کہ ذکر مولد در از منہ ثلثہ نبود و نہ از  
 بعد از منہ تسلیم کہ بعد از ثلثہ نہیں چون در شرع الی قاعدہ مہمد شدہ است کل فرد  
 ان انوار فشر اھل فیہ صمد از غیب و ذکر مولد نیز زیر است لا بد علم مند و بیت او  
 دانہ خواہ شد عبارت ۷ صفحہ ۷ پر بعد دو رکعت سنت ظہر و مغرب و عشا  
 کے دو رکعت قبل از نماز آخرت جس کے بعد نماز علیہ وسلم کا اب تک فطر سے  
 بعد اگر نماز ہو تو اس کے بعد نماز ہو ان عقائد و سنت کے ساتھ کہ وہ تو اس کے

پانچا کیونکہ حدیث میں وارد ہے الصلوة خیر من صوم و صوم خیر من سقاہ و سقاہ خیر من زکوة  
 ذلیک ثواب قول سائل نے پوچھا تھا اصل اس کی سنت واجب و قیاس سے ثابت  
 ہے یا نہیں اور ان میں اصل کے لیے ثبوت خاص احادیث سے نظر فقیر میں حاضر  
 مگر کلام رو خیالات و ہدایت میں ہے وجود حاصل عبارت ۸ صفحہ ۱۶۹ الوداع یا  
 الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے ادا کرنا فی نفسہ  
 امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعین معاف ہوئے تو امید تو اسباب  
 ہرگز اس طریقہ کا ثبوت قرون تک میں نہیں رہے عبارت ۹ مجموعہ فتاویٰ جلد  
 دوم صفحہ ۷۸ اسکیلئے کہ یہ وجودیہ و شہودیہ اذہاں بدعت اند قوس قابل اعتبار  
 نیست و نشانہ قوس حمل و اواقفیت است از احوال با و لیا و انہی سے تو عید و عید کیا  
 و شہودیہ شاعری کہ ذمہ ہر دو فرقہ ساختہ قابل ثبات است و اللہ اعلم و بالقویۃ الامان  
 کی بالا نواہی یاد کیجیے عبارت ۱۰ صفحہ ۱۶۱ فی الواقع شغل ہر ذمہ اس طور ہے  
 کہ حضرت علیؓ نے لکھا ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت ہاں اذہاں و اذہاں اس  
 میں بحر ضلالت کی طرف ہے۔ تصریح اس کی مکتوب مجدد الف ثانی میں ہاں ہاں ہاں  
 ہے واللہ اعلم سبحن اللہ وہ عالم کہ تمھارے مذہب نامہذیب پر معاذا اللہ شرک  
 و مجور شرک ہو چکا اُس پر اعتماد اور اُس کے فتوے سے استناد کس دین و دیناقت  
 میں رہو عبارت ۱۱۔ اُس کی جلد سوم صفحہ ۵ میں ہے سوال وقت ختم قرآن  
 در تراویح کہ بار سورہ اخلاص میخوانند مستحسن است یا نہ جواب حسن است عبارت ۱۲  
 صفحہ ۱۲۵ مانع میان حکم الفاظ سلام و دست برداشتن و بر سر اسینہ نہ ساندن ہیں  
 ظاہر الا باس بہ است عبارت ۱۳۔ صفحہ ۱۷۱ سوال لبیم اللہ تو شفق پر بیانی میرت  
 ۱۲۱ گفت در دست یا نہ جواب درست عبارت ۱۴۔ صفحہ ۱۷۱ سوال  
 قیام وقت ذکر و تلاوت با سہادت کے جواب میں قیام با قیام کا عرفان

قوس قابل اعتبار  
 نہ ہے

قوس قابل اعتبار  
 نہ ہے

قوس قابل اعتبار  
 نہ ہے



ثالثہ سے منقول نہ ہونا اور بعض احوال میں صحابہ کرام کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام نہ کرنا نقل و تحریر کر کے لکھتے ہیں لیکن علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا

قیام سفر ایند امام بزرگ ذی رحمہ اللہ تعالیٰ در رسالہ مولدینو لیسند و قد استحسن القیام عند

ذکر مولدہ الشریفۃ امۃ ذوادوایۃ و ردیۃ قطریۃ لمن کان تعظیماً صلی اللہ علیہ

وسلم غایۃ مرامہ و مرامہ لکھتے یعنی ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرنے کو

ان اماموں نے مستحسن فرمایا ہے جو صاحب روایت و روایت تھے تو خوشی و شادمانی

ہو اسے جس کی نہایت مراد و مقصد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے

اور خود مجیب کھنوی حرمین طہیین کی مجالس متبرکہ میں اپنا حاضر و شریک ہونا بیان کرتے

اور انھیں مجالس متبرکہ لکھتے ہیں حالانکہ شہادت مجیب وہ شاہدہ تو اتراں مجالس مالک

مالک کا قیام پر مشتمل ہوا یعنی مجیب موصوف اسی جلد قاصد صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں

در مجالس مولدہ شریفہ کہ از سورہ فاتحہ تا آخر میخوانند البتہ بعد ختم ہر سورہ کبیری گنیدہ

شریک مجالس متبرکہ بودہ این امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در کہ معظمہ و ہم در بارینہ منورہ و ہم در

جدہ عبارت ۱۵۱ طر فیہ کہ صلا پر لکھتے ہیں سوال پارچہ چھندہ سالار مسعود غازی

در مصرف خود آورد یا تصدق نماید جواب ظاہر اور استعمال پارچہ مذکور ابھرنا خود

و بھی کہ موجب بندہ کاری باشد نیست و ادلے آنست کہ بمسائین و فقراد ہذا حضرات

قالین اس ادلے آنست کی وجہ بتائیں اور آیت اپنے امول پر مطبق فرمائیں و لا

حول ولا قریۃ الا باللہ العلی العظیم اس قسم کے کلام سائل و مسائل مجیب میں بکثرت

لیں گے و فیما ذکرنا کدایۃ واللہ سبحنہ و لی الہدایۃ بحمد اللہ جواب اپنے

مستے کو پہنچا اور تحقیق حق تا ذرہ علیا اب نہ را گری انہیں کا وہ پتلا رونما یعنی عوام کا بعد

نماز فرض بھی وہاں سے دستکش ہونا یاں اگر میں نقل احادیث پر ائمروں تو ایک مستقل رسالہ

الما کروں اگر بحکم ضرورت صرف مولوی عبدالحی صاحب کا ایک فتوے لخصاً نقل کرتا ہوں

جس پر غیر مقلدین زمانہ کے امام اعظم تاج الدین دہلوی کی بھی سر ہے مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۴  
 چھ مہینہ مابین علمائے دین اندر اس مسئلہ کے رفع یدین دروغا بعد نماز چنانکہ معمول ائمہ اہل بیت  
 ہر چند فقہا مستحسن میں نویں ہندو احادیث در مطلق رفع یدین دروغا نیز دار و دریں خصوص  
 ہم حدیثے وارد دست یا نہ بینوا و توجروا ہو المطلوب درین خصوص نیز حدیثے وارد  
 حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن الحسن بن اسحاق در کتاب عمل الیوم واللیلہ میں نویں حدیثی  
 احمد بن الحسن حدیثا ابوا سحق یعقوب بن خالد بن بزید البالی حدیثا  
 عبد العزیز بن عبد الرحمن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم اذ قال ما من عبد بسط کفیه فی دبر کل صلاۃ ثم یقول اللہم  
 اہنی والہ ابرہیم واسحق و یعقوب والہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل  
 اسألت ان تستجیب دعوتی فانی مضطرب بعصمتی فی دینی فانی مبتلی و  
 تنالنی برحمتک فانی مذنب وتغنی عن الفقر فانی منسکن الاحکام حقا  
 علی اللہ عز وجل ان لا یرد یدہ خائبین واللہ اعلم

محمد بن عبد اللہ  
 ابوالحسنات

الجواب صحیح و یؤیدہ ما رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ فی المصنف عن الاسود  
 الدامری عن ابيه قال صليت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
 الفجر فلما سلم انصرف ورفع يديه ودعا الحدیث فثبت بعد الصلاۃ  
 المفروضۃ رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء و اسوق الاقباۃ صلی  
 تعالیٰ علیہ وسلم لما لا ینحی علی العلماء الا ذکباء

محمد بن  
 تاج الدین

لطیفہ فقیر غفرلہ المولے تقدیر نے وہابیہ کے اس خیال کے رد و ابطال کو کہ جو کچھ

بخصوصہ قروں ملتے سے منقول نہیں منور ہے محجب کی ہندو عبارتیں نقل کیں مگر  
 دیکھنا یہ ہے کہ خود وہی فتوے جس سے یہاں انھوں نے استناد کیا اس خیال کے ابطال  
 کو ہیں ہی محجب کی عادت ہے کہ کثرت جواب میں ہو المصوب لکھتے ہیں ہی فقط  
 اس فتوے کی ابتدا میں لکھا ہے سمعت النبی اب حضرات مخالفین ثابت و کھا  
 کہ خود رس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرضوان  
 اللہ تعالیٰ رعدا کو معصوب کہا کرتے ہوں خصوصاً ہی ایسے کہ اس سے اُمیہ تو قبیحی ہیں  
 و اذ قد مبلغنا اخی ذکر انتو قیفت و قفنا المقلم و مکان ذلک للیة

بقیۃ من اوسط عشرات شعبان المعظم سنۃ الف

و ثانیۃ و سبع من ہجرة سیدنا انا لرحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ السلام و سب لو و انحر اللہ علیہ ما الہم

و السلام و السلام علیہ الموعود

الاعظم و الہ و صاحبہ و سادات

الامیر و اللہ سبحانہ و تعالیٰ

اعلمو و علیہ

سبل عجدہ التبر و احکم

فقط

محمد علی



جو اہمیت رکھتا ہے اسے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے صوف سے چھاپا اور شائع کیا۔

اس سال میں اس امر کی تحقیقی بات یہ کہ سجدہ کی چیزیں فروخت کرنا اور فروخت کر کے اپنے  
صوف میں لانا جائز نہیں اور سجدہ کی چھت خرید کر و سپر یا نجانہ بنانا جائز ہی یا نہیں۔

از افادات عالیہ  
مفت پر نور عالم الاسلام مجدد دین و ملت علامہ حضرت عظیم البرکت  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے بنام تاریخی

# الفتح والحکمة فی المسائل

بہت تمام

جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب اکبر خاں قادیان  
ریس مجاہد اُستانہ عالیہ رضویہ اہل بیت شہ  
مفت پر نور عالم الاسلام مجدد دین و ملت علامہ حضرت عظیم البرکت  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

## کتاب الشیخ محمد ط

## مسئله

از ملک بنگال ضلع نوائکب الی مقام ہتیاہرسلہ مولوی عباس علی  
عرف مولوی عبدالسلام صاحب ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ ہجری قمریہ  
کیا تو این علما دین و فضا شرع تین ان سائلین

## سوال اول

بجملہ کی چیزین فروخت کرنا یا زکوٰۃ یا نہیں  
اچھا و اسباب

بجملہ کی چیزین ادس کے اجزاء میں یا آلات یا اوقاف یا زواید یا چیزیں یعنی  
زمین و عمارت قائمہ کی بیع تو کسی حال ممکن نہیں مگر جب مسجد معاذ اللہ ویران  
مطلق ہو جائے اور اسکی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت میں  
باذن قاضی شرع حاکم اسلام ادس کا عملہ بغیرہ عیچہ کر دوسری مسجد میں صرف  
کر سکتے ہیں۔ سو اضع ضرورت میں اس روایت پر عمل جائز ہے۔

فی الدر المنثور لو خرب ما حوله واستغنی عنه یبقی مسجد  
عند الامام والثانی ابد او ب یفتی وعن الثانی یقل الی مسجد  
اخر باذن القاضی وفي رد المحتار یقل له وعن الثانی یخرج  
به فی الاسعاف حیث قال ولو خرب المسجد وما حوله  
ونفق الناس عنه لا یعود الی ملائک الراشد الی یوسف قتیبا  
شعبہ باذن القاضی ویصرف ثمنه الی بعض المساجد

وفیہ ایضاً الشیخ الامام امین الدین بن عبد الغالی والشیخ الامام احمد بن یونس الشہلی والشیخ زین بن نجیم والشیخ محمد الوفاقی منہم من اتفق بنقل بناء المسجد ومنہم من اتفق بنقله ونقل ماله الى مسجد آخر الذی ینبغی متابعہ المشایخ المذكورین فی جواز النقل بلا فرق بین مسجد و موضع کما اتفق بہ الامام ابو شجاع والامام الخلوئی وکف بوسما قدوة ولا سیما فی زماننا فان المسجد اذا لم ینقل یاخذ انقاضه للصحرى والمتخلبون کما هو مشاہدہ ملتقطاً قلمتہ وللعبید الضعیف هنا تحقیق شریف حق فیہ بتوفیق اللہ تعالیٰ ان الروایة النادرة عن الثانی مفرقة علی قوله المنفی بہ کما افادہ فی الدرر والدرر خلفا لما فهمہ العلامة الشامی رحمہ اللہ تعالیٰ وانہ ینفی بہا فی مواضع الضرورة کما قرأ الشامی ومن سبقہ من سنی ومن لم یسم وانہ يجوز نقل السابقة ایضاً کانتقل النقص وهو ما مر من قوله منہم من اتفق بنقله ونقل ماله وان قول الذی ینقل الى مسجد آخر محمول علی ظاهره وان ذکر النقص والمال والبناء فی کلام غیرہ غیر قید وان حاصل تلك الروایة زوال المسجد بیدة مع بقاء الوقفية فلا يعود الى ملک البانی او ورثته ويجوز النقل والاستبدال واللہ تعالیٰ اعلم بحقائق الاحوال ہاں اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہو جائے یا اوس میں نصف آجانے کے سبب خود منہدم کر کے از سر نو تجدید عمارت کریں اب جو اثیون کریں تختوں کے ٹکرے حاجت مسجد سے زیادہ بچیں کہ عمارت مسجد کے کام میں نہ آئیں اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لیے اوشمار رکھنے میں خاتم ہونے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے ان کی بیع میں مضائقہ نہیں مگر اذن قاضی وکار ہے اور اوس کی



قیمت جو کچھ ہو وہ محفوظ رکھی جائے کہ عمارت ہی کے کام میں اسے فی شر عن ط  
عن الهندیۃ مسجد اراد رجل ان یقضه و یمنیہ لہما لیس  
لہ ذلک لانہ لا ولایۃ لہ مضمرات الا ان یخاف ان ینہد  
ان لم ینہد متارتا رخانیہ و تاویلہ ان لم یکن البانی من اہل  
تلك المحلة واما اہلہا فلہما ان ینہد مراد و یجداد و ابناء  
و یقرشوا الحصر و یعلقوا القنادیل لکن من مالہم لامن مال  
المسجد الا بامر القاضی خلاصہ اہ و فی العقود الدریۃ عن البحر  
عن عمدة الفتاوی لا یجوز بیع بناء الوقف قبل ہدایہ  
فی الهندیۃ عن السراجیۃ لو باعوا غلۃ المسجد و لفضل المسجد  
بغیر اذن القاضی الاصح انہ لا یجوز اہ و فی الدرر صرف الحاكم  
او المتولی نقضہ او ثمنہ ان تعذر إعادة علیہ الی عمارتہ ان  
احتاج و لا حفظہ لاحتاج الا اذا خاف فباعہ فی بیعہ و  
یمسک ثمنہ لاحتاج آلات یعنی سبک اسباب جیسے بوریا مصلیٰ و ش  
تذیل وہ گھاس کہ گرمی کے لیے جاڑون میں بچھا لی جاتی ہے وغیر ذلک  
اگر مال قابل اتفلاع ہیں اور مسجد کو اون کی طرف حاجت ہو تو اون کے بیچنے  
کی اجازت نہیں اور اگر خراب و بیکار ہو گئی یا معاذ اللہ بوجہ ویرانی مسجد  
اون کی حاجت نہ رہی تو اگر مال مسجد سے ہیں تو متولی اور متولی نہ تو اہل محلہ  
متدین امین باذن قاضی بیچ سکتے ہیں اور اگر کسی شخص نے اپنے مال سے  
مسجد کو دیئے تھے تو مذہب مفتی پر اس کی مالک کی طرف عود کرے گی وہ چاہے  
کرے وہ نہ رہا ہو تو اس کے وارث وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتا نہ ہو تو ان کا حکم  
مثل لفظ ہے کسی فقیر کو دیدین خواہ باذن قاضی کسی مسجد میں صرف کر دین —

في الهندية عن الذخيرة سرباط كثر دوايد وخطت  
 مؤنهام أهل القديمان يبيع شيئاً منها وينفق ثمنها في علقها  
 او مرمية الرباط فهذا على وجهين ان بلغ من البعض  
 الى حد لا يصلح لها ربطت له فله ذلك وما لا فلا اخر وفي  
 الثانية جنازة او نعش للمسجد فسد فباعه أهل المسجد قالوا  
 الاولى ان يكون البيع بامر القاضى والصحيح ان بيعهم  
 لا يصح بغير امر القاضى اه وفيها بسط من ماله حصيرا  
 في المسجد فحرب المسجد ووقع الاستغناء عنه فان ذلك  
 يكون له ان كان حيا ولو شته ان كان ميتا وان يملك ذلك  
 كان له ان يبيع ويشترى بثمانها حصيرا اخر وكن الواشترى  
 حشيشا او قند يلا للمسجد فوقع الاستغناء عنه وعند ابي  
 يوسف يباع ويصرف ثمنه الى حوائج المسجد فان استغنى  
 عنه هذا المسجد يحول الى المسجد الاخر والفتوى على قول محمد  
 ولو ان أهل المسجد باعوا حشيش المسجد او جنازة او نعشا صار  
 خلقا ومن فعل ذلك غائب لا يجوز الا باذن القاضى هو الصحيح  
 في الهندية ذكر ابوالليث في نوازل حصر المسجد اذا اصابته  
 خلقا واستغنى أهل المسجد عنهما ان كان الطاهر حيا فهو له  
 وان كان ميتا ولم يدع وارثا رجوان لا باس بان يدفنه أهل  
 الى فقيرا وينتفعوا به في شراء حصير اخر للمسجد والمختار  
 انه لا يجوز لهم ان يفعلوا ذلك بغير امر القاضى كذا في  
 محيط السرخي اه في رد المحتار عن البحر الفتوى على قول محمد

فی آلات المسجد وعلی قول ابی یوسف فی تأبید المسجد  
**اوقاف** جبکہ عامر و ابانہون اون کی بیع اصلاً جائز نہیں مگر بنا چاری  
 کہ ظالم نے زیر دستی اون پر قبضہ کر لیا اور اس سے رہائی کی سبیل نہیں مگر وہ  
 قیمت دینے پر راضی ہے تو مجبوری میں لیکر اون کے عوض اور خرید کر اون کے  
 قائم مقام کر دین یا جبکہ واقف نے اصل وقف میں استبدال شرط کر لیا تو  
 جائز ہے کہ انھیں بیچ کر تبدیل کر لیں فی الدار عن الاستبدال لا یجوز  
 استبدال العاھر الا فی اربع فی رد المحتار الاولی لو شرطہ الواقف  
 الثانية اذا غصبه غاصب واجرى علیه الماعجے صار یحل  
 فیضمن القيمة ویشتري المتولی بها رضایداً لا الثالثة ان  
 یجحد الغاصب ولا یمتنه ای و اراد دفع القيمة فللمتولی  
 اخذها لیشتري بها بدلاً الرابعة ان یرغب انسان فیہ بیل  
 اکثر غلة واحسن صقعا فیجوز علی قول ابی یوسف وعلیه  
 الفتوے کما فی فتاوی قارئ الهدایة قال صاحب التمس فی  
 کتابہ اجابة السائل قول قارئ الهدایة والعمل علی قول  
 ابی یوسف لعارض بما قاله صدر الشریعة نحن لا نفق به وقد  
 شاهدنا فی الاستبدال ما لا بعد و محصے فان ظلمة القضاة  
 جعلوه خيلة لا بطلان اوقاف المسلمین وعلی تقدیر فقد  
 قال فی الاسعاف المراد بالقاضی هو قاضی الجنة المفسر ینزی  
 العلم والعمل اه و لعمری ان هذا اعظم من الکبریت الاحمر  
 ما اراہ الا لفظاً ینکر فوالاخری فیہ السد خوف من عجاویر  
 الحکماء والله سائل کل انسان اه قال العلامة البیری بعد نقله



و فی فتح القدر الموجب لشرط الضرورة و لا ضرورة فی هذا اذا لوجب  
 الزیادة بل ببقیه کما کان اہ اقول ما قال هذا المحقق هو الحق  
 الصواب اہ کلام البیر و هذا ما حرره العلامة الفتاوی اہ  
 ما فی رد المختار مختصراً و رأیتنی کتبت علی ہامش قوله و لجر  
 علیہ الماء حتی صار مجراً ما نصہ **اقول** علی هذا المبیق  
 عما مر و فیہ الکلام و الصدارة الرابعة سیأتی ان التعمد  
 جواز الاستبدال فیہا فلیست الا صورتان بل ان  
 تقول الثالثة ایضاً خراب معنی وان لم یکن صورة فلیست  
 ان تقول ان العاصر لا یتبدل الا بالشرط کما هو قضیہ  
 صاحب الحق المحقق فی الفتح حیث حصر فی الشرط و ضرورة  
 خروجہ من الانتفاع بہ وان شئت اوضحت فقلت  
 ان الوقف مہما مکن الانتفاع بہ لم یجز استبدالہ  
 الا بالشرط پھر بحالت شرط استبدال بھی اس تبدیل کا جواز چند شرط سے  
 مشروط اولاً یہ تبدیل کرنے والا خود واقف ہو یا دہ جس کی تبدیل ہونے  
 شرط کی ہو مثلاً اپنے لیے تبدیل شرط کی تو متولی وغیرہ کسی کو اختیار نہیں اور  
 دوسرے کے لیے شرط کی تو واقف کو اختیار ہے ثانیاً حقنی یا بشرط کی  
 اوس سے زائد نہیں مثلاً کہا کہ مجھے تبدیل کا اختیار ہے تو ایک ہی بار  
 بدل سکتا ہے اور اگر کہا بقدر بار چاہوں تبدیل کروں تو ہمیشہ ممتار ہے  
 ثالثاً تبدیل عتار یعنی جائیداد غیر منقولہ سے ہونہ روپیہ اشرفی سے رابعاً  
 عتار میں تخصیص کر دی ہے تو اوسکے فلاں کا اختیار نہیں مثلاً زمین  
 سے بدلنا شرط کیا تو مکان سے تبدیل نہیں کر سکتا اور مکان کی شرط کی تو زمین

تبدیل کا اختیار نہیں رکھتا اور میں فلاں شہر یا گاؤں کی زمین یا فلاں محلہ کے مکان  
یا فلاں بازار کی دوکان کی تنجیص کی تو مستحب و پسندیدہ خواہ مسائب تبدیل مکان  
بمکان میں وہ مکان اسی محلہ کا ہو یا اس سے بہتر کا ہو میں دوکان میں بازار  
وہی ہو یا اس سے بہتر سدا سابع میں غبن فاحش نہ ہو سدا بعد ایسے  
کے ہاتھ میں نہ کرے جس کے لیے اس کی شہادت اور جہ تہمت رعایت قبول  
نہو جیسے باب بیٹا **اقول** خلاصہ یہ کہ مخالفت شرط و منقذہ مخالفہ منفع و منف  
سے بچے سب شرائط انہیں دو کلموں میں آگئے اما الاولان والارابع  
ففی الاولی و لیس استبدالہ بنفسہ اذا اشترطہ اذیرہ من  
باب الخلاف لما صرح بہ فی الخانیۃ الخرق فصل الشرط فی  
الوقف ان الواقف هو الذی شرط لذلک الرجل و ما شرط  
لغیرہ فہو مشروط لنفسہ ام و اما البواقی ففی الاخری فان  
التقدیر اسرع ہلاکاً من العقار فمالا مستبدال بہ فذلک الی  
الاحسن و فیہ مخالفتہ النفع و السابع مقتضی ہما ان جو وقف و میزان  
و غراب ہو جائے تو قاضی الشرع عالم اسلام عالم عادل متدین خدا ترس کو بلا  
شرط و توقف بلکہ باوصف منع واقف بھی اوستے چھکرو دوسری جائداد اوستی  
غرض کے لیے اوس کے قائم مقام کر دینے کی اجازت ہے بچہ مشروط  
چار شرطیں تو یہی کہ اوپر گزریں یعنی اول و ثانی و رابع کے سوا اور پانچویں شرط  
جو ابھی بیان کی کہ قاضی قاضی بہشت ہو نہ قاضی جہنم سدا و وقف کا کچھ  
غلہ گرایہ و غیرہ ایسا ہو جس سے اوس کی آبادی ہو سکے سدا بعد اویرانی کا طالع مطلق  
ہو کہ اعمال قابل انتفاع نہ رہے جس غرض کے لیے وقف کیا کچھ کام نہ کے یا آمدنی  
اس قدر ناقص و نا کافی ہو کہ اوس کے خرچ کو بھی غمروانی ہو ہذا اما لخصاً

بتوفيق الله تعالى من كلمات العلماء وستذكر كلمة هـ ثم يتخير لست  
 بدليمة الدال قال في رد المحتار علما ان الاستبدال على ثلاثة  
 وجوه الاول ان يشترط الواقف لنفسه او لغيره او لنفسه و غيره  
 فلا يستبدل فيه جائز على الصحيح والثاني ان لا يشترطه سوا  
 شرط عليه او سكت لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بان  
 لا يحصل منه شيء اصلا او لا يفي بمؤنته فهو ايضا جائز على  
 الاصح اذا كان باذن القاضى ورأيه المصلحة فيه والثالث ان  
 لا يشترطه ايضا ولكن فيه نفع في الجملة وبذلك خیر منه  
 ربحا ونفعا وهذا لا يجوز استبداله على الاصح المختار كذا  
 حرره العلامة فتاوى زادة وهو ما اخذ من الفقهاء ثم قال  
 وفي البحر المعتمد انه بلا شرط يجوز للقاضى بشرط ان يخرج عن  
 الانتفاع بالكلية وان لا يكون هناك ريع للوقف بعمره و  
 ان لا يكون البيع بغير فاحش وشرط في الاسعاف ان يكون  
 المستبدل قاضية الجنة المفسر بذي العلم والعلم ويجب ان  
 يزداد في زمانا ان يستبدل بعقار لا يدر اهم ودناير فاننا  
 قد شاهدنا النظاريات كلونها وافاد في البحر زيادة شرط  
 سادس ان لا يبيعه ممن لا تقبل شهادته له ولا ممن له عليه  
 دين حيث قال باع من رجل له على المستبدل دين وباعه الوقف  
 بالدين ينبغي ان لا يجوز على قول ابى يوسف و هلال لانها لا  
 يجوز ان البيع بالعروض فالدين اولى اه و ذكر عن القينة ما يفيد  
 شرطها سابع حيث قال مبادلة دار الوقف بدار اخرى انما يجوز اذا



كانت في محلة واحدة او محلة الاخر في خيل وبالعكس لا يجوز ان كانت  
 المملوكة اكثر مساحة وقيمة واجرة لاحتمال خرابها في  
 ادون المحليين او زرادتالي زادة ثامنا وهو ان يكون البديل  
 والمبديل من جنس واحد لما في الثانية لو شرط لنفسه استبدالها  
 بدار لم يكن له استبدالها بارض وبالعكس او بارض البصرة  
 تقيد او فهذا فيما شرطه لنفسه فكذلك ان يكون شرطاً فيما لم يشترطه  
 بالاولى تأمل شمس قال والظاهر عدم اشراط اتحاد الجنس في  
 الموقوفة للاستغلال لان المنظور فيها كثرة الربيع وقلة  
 المصلحة والمؤنة اه ولا يخفى ان هذه الشروط فيما لم يشترط  
 الواقف استبدالها لنفسه او غيره فلو شرطه لا يلزم خروجه  
 عن الانتفاع ولا مباشرة القاضى له ولا عدم ريع يعمر به  
 كما لا يخفى فاختتم هذا التحرير اه كلام الشافعي ملخصاً  
 ورأيتني كتبت على ما مشه عند ذكره الشرط الثامن وهو  
 اتحاد جنس البديلين ما نصيه **اقول** الذي يظهر للعبد  
 الضعيف انه غير شرط الا لاتباع الشرط حتى لو شرط الاستبدال  
 واطلق لم يتقيد بالجنس كما يفيد كلام الاسعاف فاذن لا  
 يكون هذا مشروطاً بالتبديل بلا شرط ثم راجعت الثانية  
 فوجدت كلامها النص على ما فهمت والله الحمد حيث قال  
 رضى الله تعالى عنه لو قال ارضى صدقه موقوفة ان استبدالها  
 بارض اخرى لم يكن له ان يستبدالها بدار لانه لا يملك  
 تغيير الشرط ولو قال ان لي ان استبدالها بدار لم يكن ان يستبدالها

بارض ولو شرط الاستبدال ولم یکن کما رضاه ولا حار اصاب الارض الاولى  
 كان له ان يستبدلها بحسن العقارات ماشاء من عار او ارض لا طلاق  
 اللفظ اه مختصرا فهذا بحمد الله نص صريح جلي فبما فهمت انما كتبت  
 عليه فتيين والله الحمد ان هذا الثامن لا مبالغ له في استبدال  
 القاض في بلا شرط فلذا اسقطته من شروطها واولد له في شروط  
 الاستبدال المشرط بها رأيت في الشرط الرابع واسقطت من  
 السابع في الاول وهو الرابع في الثاني عدم البيع بالدين لعل بان  
 الثالث مفعول عنه وزدت في سابع الثاني ان لا يفي ريعه بموته  
 اخذ انما ذكر في رد المختار وقد نص عليه في الاسعاف والخانية  
 وعنهما في البحر نفسه وزدت في الاول الشرطين الاولين لما في الخانية  
 والاسعاف والبحر واللفظ له لو شرط الاستبدال لنفسه ثم اوصى  
 به الى وصيه لا يملك وصيه الاستبدال ولو وكل وكيل في حياته  
 صرح ولو شرطه لكل منولى صرح وملكه كل منولى ولو شرط الاستبدال  
 لرجل آخر مع نفسه ملك الواقف الاستبدال وحده ولا يملكه  
 فلان وحده اه مختصرا وفي الدار وغيره جاز شرط الاستبدال  
 به ثم لا يستبدلها بثلثة لانه حكمه ثبت بالشرط والشرط  
 وجد في الاولى لا الثانية اه قال الشافعي قال في الفتح الا ان  
 يذكروا عبارة تقيد له ذلك دائما اه فاعتمدت هذا التحرير والحمد  
 لله العبد الكبير عكم هرقل رموتوت كاي جيسه زين مكان وكان  
 اسطر حاشيا رموتوت فاهل داره من توجب بك هرهه  
 كاشا يچتانا بازاوگر ثپنه يا سو كه جاننه كه بعد رواه كه كه كثره

معارف وقت میں صرف کر دین یہاں تک کہ اگر کوئی پھسل کاؤخت نہفت  
خشک ہو گیا اور نصف قابل انتفاع ہے تو اسی نصف خشک کی بیج حبس  
باقی کی ممنوع متولی اگر سبز کو کاٹے بیجے گا فائز ہے تو نیست سے خارج  
کیا جاسکے گا بان وہ پتھر کہ پھسل نہیں رکھتے بلکہ وقت کا انتفاع اور نیست  
یومین ہے کہ اونچین بھیکر و ام کیے جائیں اور کے سبز خشک ہر طرح کی بیج  
جائز ہے فی العقود الداریدة عن البحر الرائق عن عدلة الفتاوی  
لا يجوز بيع الاشجار الموقوفة المشركة قبل قطعها بخلاف غیر المشركة  
وفی الفتنہ مسئل ابوالقاسم الصفار عن شجرة وقعت بیس  
بعضها و بقى بعضها فقال ما یبیل فیہ منہا سبیل غلہا و ما  
بقی فمتروک علی حالہا و فی العقود عن البحر عن الطہیریة  
لیس لہ ان یدیع الشجرة و یعمر الدار الخ و فیہا لیس عمل فی تاسط  
زقت قطع اشجار بیستان الوقت البیاعة الضیر الشالبة ولا البیاعة  
و باعہا بلا وجه شرعی فیہل اذا ثبت ذلک علیہ یا لویعہ الشری  
یستحق البطلان **ایکوا** نعم و افقی الشیخ محمد عیسیٰ بن علی بن علی  
نور آبادی عیسیٰ و رختوں کے پھل زمین کا غلہ و غیرہ جسے غرض ہی یہ ہونی بہت  
کہ اونچین بھیکر معارف مسجد و غراض حیثہ و نصف میں صرف کر دین ان کی بیج کر کوئی  
کلام نہیں مگر بیج شری کرے یا باذن قاضی شرع ہو کہ اقل مناعہ عن الہدایة  
عن المسیراجیة بان یہاں جہاں ان مسائل میں اذن قاضی کی شرط مذکور ہوئی  
اگر قاضی شرع ہو عیسیٰ ان بلاوین تو بضرورت مسلمانان و نہ دار و مومن معتد اس بار کو  
اپنے اور پڑوٹھا سکتے ہیں اور نقد عصاب لینے والا ہے اور وہ مصالح و مفاد کو خوب  
جانتا ہے فی الخانیة من فصل المتقابر و الرباطات قد ذکرنا ان العیسیٰ



من الجواب ان يبيعه به بغير امر القاضى لا يصح الا ان يكون في  
 موضع القاضى هناك السيطر واما ما هم اشياء جو متولى بطور ثمة  
 مسجد كمال من آمدنى مسجد بربانك كونه يسهل اولن كى بيع كالبشرط مصلحتا وه  
 هر وقت اختيار ركضه هه اگر چه وه دكان و مكانات و ديهايت هه هون كره  
 خريدارى اگر چه بنظر مصلحت جائز هوتى هه مگر اسكه باعث وه چيزين وقف  
 مسجد نهو گيئين كره اون كى بيع ناجائز هوفى الخائفة باب الرجل يجعل دارا  
 مسجد المتولى اذا اشترى من غلة المسجد ما نوتا او دارا او  
 مستغلا اخراجا زكان هذا من مصالح المسجد فان اراد المتولى  
 ان يبيع ما اشترى و باع اختلفوا فيه قال بعضهم لا يجوز  
 هذا البيع لان هذا اضرار من اوقاف المسجد و قال بعضهم يجوز  
 هذا البيع و هو الصحيح لان المشتري لم يذ كر شيئا من شرائط  
 الوقف فلا يحسب ان ما اشترى من جملة اوقاف المسجد  
 و في نسخة الخالق ورد المختار عن الفقيه اعلم ان عدم جواز بيعه  
 الا اذا تعذر الانتفاع به انما هو فيها و رد عليه وقف الواقف  
 اما فيما اشترى المتولى من مستغلات الوقف فانه يجوز  
 بيعه بلا هذا الشرط و هذا لان في صيرورته و فقلا فلنا  
 و المختار انه لا يكون وقفا فللقيم ان يبيعه متى شاء المصلحة  
 عرضت ايه و امك سبحانه و تعالى اعلم

## سوال دوم

مسجد کی چھت خرید کر پینا نہ وغیرہ بنانا جائز ہو گا یا نہیں۔ بینوا تو جبر واد

## الجواب

بیع ستف کا حکم سند اجزائے واضح ہو گا کہ مسجد حب تک آباد اور  
اوس کی چھت قائم ہے بیع حرام اور اگر شہید ہو جائے یا بوجہ بوسیدگی  
اد و صیرین تو جو کچھ عملہ تجدید میں لگ جائے پھر اوس میں لگا دینا واجب  
اور جو کچھ بچے کہ اوس میں صرف نہ ہو سکتا ہو یا پہلے کر یون کی چھت تھی  
اب اوس سے محکم و مضبوط تر واث کی بنائی تو جو کچھ کر می تختہ وغیرہ بچا  
اگر عمارت مسجد کے لئے محفوظ رکھ سکین تو محفوظ رکھنا لازم اور اگر رکھنے  
میں اندیشہ ہلاک ہو تو بیع کی اجازت جب بیع جائز ہوگی اوسی وقت خرید  
کی اجازت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں پھر جب خرید سے تو یہ مالک ہو گیا جو  
چاہے گرسے مگر کسی نا پاک یا تحقیر کی جگہ جیسے پانخانہ کی بنائیں نہ لگائے  
کہ مسجد کی اشیا محترم تعین اون کی حرمت کا لحاظ ضرور ہے یہاں تک کہ علما  
فرماتے ہیں سبکی گھاس کوڑا بھی جھاڑ کر ایسی جگہ نہ بھیں کین جس میں اوس کی  
تعظیم کا خلاف ہو تو وقف وغیرہ کہ شعیبہ بالاجزاء میں تعظیم و احترام حق و اولیٰ میں فی اللہ التمام  
فیصل باب المیاء بجز زمی برایتہ العظم الجدید و لا ترمی برایتہ العظم المستعمل لا ترمی بکشیف المسجد  
و کما سننہ لایلقی فی موضع یخل بالتعظیم و اتد بجنبہ و لعلالی اعلم

کتبہ محمد والمذنب الحمد رضا الہدیٰ  
کتبہ عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم



# فہرست بعض کتب موجودہ مطبع المہنت و جماعت بریلی

نام کتاب	جلد	صفحہ	نام کتاب	جلد	صفحہ
فتاویٰ رضویہ جلد اول - اس کتاب میں ہزار ہا مسائل اس تحقیق سے بیان ہوئے کہ اسکے بغیر مین کہیں نہیں ملے	۱	۲۸	احکام شریعت حصہ اول علیہ السلام	۱	۲۸
اس جلد میں ۱۱ فتویٰ اور ۲۸ رسالے ہیں۔ جلد سے جلد طلب کیجیے			قبلہ کے ۵۸ نفیس فتاویٰ کا مجموعہ	۲	۵۸
در نہ طویل طبع ثانی کا انتظار کرنا			احکام شریعت حصہ دوم علیہ السلام	۳	۵۸
یہ سے گاہ یہ جلد کتاب المبارک سے			قبلہ کے نہایت نفیس فتویٰ ۱۱۰	۴	۵۸
باب التیمم تک ہے۔	۵	۵۸	فتاویٰ کا مجموعہ مع مخطوطات	۵	۵۸
فتاویٰ رضویہ جلد دوم۔	۶	۵۸	جدید الطبع۔	۶	۵۸
یہ جلد سے علی التحسین سے باب			الخطبات الرضویہ علیہ السلام	۷	۵۸
الاذان تک ہے اس جلد میں ۳۸۸			قبلہ قدس سرہ کے خطبات	۸	۵۸
فتوے اور رسائل ہیں۔	۷	۵۸	عیدین و جمعہ و خطبہ کا مجموعہ	۹	۵۸
فتاویٰ امام غزالی تمناشی	۸	۵۸	عقائد اسلام بچوں کے	۱۰	۵۸
صاحب تنویر الابصار متن درختار			پہننے کے لیے سچے عتاد	۱۱	۵۸
نزیب حنفی کے نایاب فتاویٰ زبان			سلیس اردو میں۔	۱۲	۵۸
(عربی)۔	۹	۵۸	برکات مارہر و مہمان بدایا	۱۳	۵۸
فتاویٰ اقریہ علیہ السلام	۱۰	۵۸	یکپ مکالمہ بامین حضرت مولانا	۱۴	۵۸
ولایت کے ۱۱ فتاویٰ کا مجموعہ۔	۱۱	۵۸	سید شاہ محمد میان صاحب مولوی	۱۵	۵۸
			جمیب الرحمن صاحب بدایونی	۱۶	۵۸
			متعلق حالات دائرہ۔	۱۷	۵۸
			حدائق بخشش حصہ اول	۱۸	۵۸



جمہ کتب ملنے کا پتہ دفتر جماعت فدا کے مصطفیٰ شہر دہلی

نام کتاب	نام کتاب
۱۸	۱۹
۱۰	۱۱
۱۲	۱۳
۱۴	۱۵
۱۶	۱۷
۱۸	۱۹
۲۰	۲۱
۲۲	۲۳
۲۴	۲۵
۲۶	۲۷
۲۸	۲۹
۳۰	۳۱
۳۲	۳۳
۳۴	۳۵
۳۶	۳۷
۳۸	۳۹
۴۰	۴۱
۴۲	۴۳
۴۴	۴۵
۴۶	۴۷
۴۸	۴۹
۵۰	۵۱
۵۲	۵۳
۵۴	۵۵
۵۶	۵۷
۵۸	۵۹
۶۰	۶۱
۶۲	۶۳
۶۴	۶۵
۶۶	۶۷
۶۸	۶۹
۷۰	۷۱
۷۲	۷۳
۷۴	۷۵
۷۶	۷۷
۷۸	۷۹
۸۰	۸۱
۸۲	۸۳
۸۴	۸۵
۸۶	۸۷
۸۸	۸۹
۹۰	۹۱
۹۲	۹۳
۹۴	۹۵
۹۶	۹۷
۹۸	۹۹
۱۰۰	۱۰۱
۱۰۲	۱۰۳
۱۰۴	۱۰۵
۱۰۶	۱۰۷
۱۰۸	۱۰۹
۱۱۰	۱۱۱
۱۱۲	۱۱۳
۱۱۴	۱۱۵
۱۱۶	۱۱۷
۱۱۸	۱۱۹
۱۲۰	۱۲۱
۱۲۲	۱۲۳
۱۲۴	۱۲۵
۱۲۶	۱۲۷
۱۲۸	۱۲۹
۱۳۰	۱۳۱
۱۳۲	۱۳۳
۱۳۴	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۷
۱۳۸	۱۳۹
۱۴۰	۱۴۱
۱۴۲	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۵
۱۴۶	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۹
۱۵۰	۱۵۱
۱۵۲	۱۵۳
۱۵۴	۱۵۵
۱۵۶	۱۵۷
۱۵۸	۱۵۹
۱۶۰	۱۶۱
۱۶۲	۱۶۳
۱۶۴	۱۶۵
۱۶۶	۱۶۷
۱۶۸	۱۶۹
۱۷۰	۱۷۱
۱۷۲	۱۷۳
۱۷۴	۱۷۵
۱۷۶	۱۷۷
۱۷۸	۱۷۹
۱۸۰	۱۸۱
۱۸۲	۱۸۳
۱۸۴	۱۸۵
۱۸۶	۱۸۷
۱۸۸	۱۸۹
۱۹۰	۱۹۱
۱۹۲	۱۹۳
۱۹۴	۱۹۵
۱۹۶	۱۹۷
۱۹۸	۱۹۹
۲۰۰	۲۰۱
۲۰۲	۲۰۳
۲۰۴	۲۰۵
۲۰۶	۲۰۷
۲۰۸	۲۰۹
۲۱۰	۲۱۱
۲۱۲	۲۱۳
۲۱۴	۲۱۵
۲۱۶	۲۱۷
۲۱۸	۲۱۹
۲۲۰	۲۲۱
۲۲۲	۲۲۳
۲۲۴	۲۲۵
۲۲۶	۲۲۷
۲۲۸	۲۲۹
۲۳۰	۲۳۱
۲۳۲	۲۳۳
۲۳۴	۲۳۵
۲۳۶	۲۳۷
۲۳۸	۲۳۹
۲۴۰	۲۴۱
۲۴۲	۲۴۳
۲۴۴	۲۴۵
۲۴۶	۲۴۷
۲۴۸	۲۴۹
۲۵۰	۲۵۱
۲۵۲	۲۵۳
۲۵۴	۲۵۵
۲۵۶	۲۵۷
۲۵۸	۲۵۹
۲۶۰	۲۶۱
۲۶۲	۲۶۳
۲۶۴	۲۶۵
۲۶۶	۲۶۷
۲۶۸	۲۶۹
۲۷۰	۲۷۱
۲۷۲	۲۷۳
۲۷۴	۲۷۵
۲۷۶	۲۷۷
۲۷۸	۲۷۹
۲۸۰	۲۸۱
۲۸۲	۲۸۳
۲۸۴	۲۸۵
۲۸۶	۲۸۷
۲۸۸	۲۸۹
۲۹۰	۲۹۱
۲۹۲	۲۹۳
۲۹۴	۲۹۵
۲۹۶	۲۹۷
۲۹۸	۲۹۹
۳۰۰	۳۰۱
۳۰۲	۳۰۳
۳۰۴	۳۰۵
۳۰۶	۳۰۷
۳۰۸	۳۰۹
۳۱۰	۳۱۱
۳۱۲	۳۱۳
۳۱۴	۳۱۵
۳۱۶	۳۱۷
۳۱۸	۳۱۹
۳۲۰	۳۲۱
۳۲۲	۳۲۳
۳۲۴	۳۲۵
۳۲۶	۳۲۷
۳۲۸	۳۲۹
۳۳۰	۳۳۱
۳۳۲	۳۳۳
۳۳۴	۳۳۵
۳۳۶	۳۳۷
۳۳۸	۳۳۹
۳۴۰	۳۴۱
۳۴۲	۳۴۳
۳۴۴	۳۴۵
۳۴۶	۳۴۷
۳۴۸	۳۴۹
۳۵۰	۳۵۱
۳۵۲	۳۵۳
۳۵۴	۳۵۵
۳۵۶	۳۵۷
۳۵۸	۳۵۹
۳۶۰	۳۶۱
۳۶۲	۳۶۳
۳۶۴	۳۶۵
۳۶۶	۳۶۷
۳۶۸	۳۶۹
۳۷۰	۳۷۱
۳۷۲	۳۷۳
۳۷۴	۳۷۵
۳۷۶	۳۷۷
۳۷۸	۳۷۹
۳۸۰	۳۸۱
۳۸۲	۳۸۳
۳۸۴	۳۸۵
۳۸۶	۳۸۷
۳۸۸	۳۸۹
۳۹۰	۳۹۱
۳۹۲	۳۹۳
۳۹۴	۳۹۵
۳۹۶	۳۹۷
۳۹۸	۳۹۹
۴۰۰	۴۰۱
۴۰۲	۴۰۳
۴۰۴	۴۰۵
۴۰۶	۴۰۷
۴۰۸	۴۰۹
۴۱۰	۴۱۱
۴۱۲	۴۱۳
۴۱۴	۴۱۵
۴۱۶	۴۱۷
۴۱۸	۴۱۹
۴۲۰	۴۲۱
۴۲۲	۴۲۳
۴۲۴	۴۲۵
۴۲۶	۴۲۷
۴۲۸	۴۲۹
۴۳۰	۴۳۱
۴۳۲	۴۳۳
۴۳۴	۴۳۵
۴۳۶	۴۳۷
۴۳۸	۴۳۹
۴۴۰	۴۴۱
۴۴۲	۴۴۳
۴۴۴	۴۴۵
۴۴۶	۴۴۷
۴۴۸	۴۴۹
۴۵۰	۴۵۱
۴۵۲	۴۵۳
۴۵۴	۴۵۵
۴۵۶	۴۵۷
۴۵۸	۴۵۹
۴۶۰	۴۶۱
۴۶۲	۴۶۳
۴۶۴	۴۶۵
۴۶۶	۴۶۷
۴۶۸	۴۶۹
۴۷۰	۴۷۱
۴۷۲	۴۷۳
۴۷۴	۴۷۵
۴۷۶	۴۷۷
۴۷۸	۴۷۹
۴۸۰	۴۸۱
۴۸۲	۴۸۳
۴۸۴	۴۸۵
۴۸۶	۴۸۷
۴۸۸	۴۸۹
۴۹۰	۴۹۱
۴۹۲	۴۹۳
۴۹۴	۴۹۵
۴۹۶	۴۹۷
۴۹۸	۴۹۹
۵۰۰	۵۰۱
۵۰۲	۵۰۳
۵۰۴	۵۰۵
۵۰۶	۵۰۷
۵۰۸	۵۰۹
۵۱۰	۵۱۱
۵۱۲	۵۱۳
۵۱۴	۵۱۵
۵۱۶	۵۱۷
۵۱۸	۵۱۹
۵۲۰	۵۲۱
۵۲۲	۵۲۳
۵۲۴	۵۲۵
۵۲۶	۵۲۷
۵۲۸	۵۲۹
۵۳۰	۵۳۱
۵۳۲	۵۳۳
۵۳۴	۵۳۵
۵۳۶	۵۳۷
۵۳۸	۵۳۹
۵۴۰	۵۴۱
۵۴۲	۵۴۳
۵۴۴	۵۴۵
۵۴۶	۵۴۷
۵۴۸	۵۴۹
۵۵۰	۵۵۱
۵۵۲	۵۵۳
۵۵۴	۵۵۵
۵۵۶	۵۵۷
۵۵۸	۵۵۹
۵۶۰	۵۶۱
۵۶۲	۵۶۳
۵۶۴	۵۶۵
۵۶۶	۵۶۷
۵۶۸	۵۶۹
۵۷۰	۵۷۱
۵۷۲	۵۷۳
۵۷۴	۵۷۵
۵۷۶	۵۷۷
۵۷۸	۵۷۹
۵۸۰	۵۸۱
۵۸۲	۵۸۳
۵۸۴	۵۸۵
۵۸۶	۵۸۷
۵۸۸	۵۸۹
۵۹۰	۵۹۱
۵۹۲	۵۹۳
۵۹۴	۵۹۵
۵۹۶	۵۹۷
۵۹۸	۵۹۹
۶۰۰	۶۰۱
۶۰۲	۶۰۳
۶۰۴	۶۰۵
۶۰۶	۶۰۷
۶۰۸	۶۰۹
۶۱۰	۶۱۱
۶۱۲	۶۱۳
۶۱۴	۶۱۵
۶۱۶	۶۱۷
۶۱۸	۶۱۹
۶۲۰	۶۲۱
۶۲۲	۶۲۳
۶۲۴	۶۲۵
۶۲۶	۶۲۷
۶۲۸	۶۲۹
۶۳۰	۶۳۱
۶۳۲	۶۳۳
۶۳۴	۶۳۵
۶۳۶	۶۳۷
۶۳۸	۶۳۹
۶۴۰	۶۴۱
۶۴۲	۶۴۳
۶۴۴	۶۴۵
۶۴۶	۶۴۷
۶۴۸	۶۴۹
۶۵۰	۶۵۱
۶۵۲	۶۵۳
۶۵۴	۶۵۵
۶۵۶	۶۵۷
۶۵۸	۶۵۹
۶۶۰	۶۶۱
۶۶۲	۶۶۳
۶۶۴	۶۶۵
۶۶۶	۶۶۷
۶۶۸	۶۶۹
۶۷۰	۶۷۱
۶۷۲	۶۷۳
۶۷۴	۶۷۵
۶۷۶	۶۷۷
۶۷۸	۶۷۹
۶۸۰	۶۸۱
۶۸۲	۶۸۳
۶۸۴	۶۸۵
۶۸۶	۶۸۷
۶۸۸	۶۸۹
۶۹۰	۶۹۱
۶۹۲	۶۹۳
۶۹۴	۶۹۵
۶۹۶	۶۹۷
۶۹۸	۶۹۹
۷۰۰	۷۰۱
۷۰۲	۷۰۳
۷۰۴	۷۰۵
۷۰۶	۷۰۷
۷۰۸	۷۰۹
۷۱۰	۷۱۱
۷۱۲	۷۱۳
۷۱۴	۷۱۵
۷۱۶	۷۱۷
۷۱۸	۷۱۹
۷۲۰	۷۲۱
۷۲۲	۷۲۳
۷۲۴	۷۲۵
۷۲۶	۷۲۷
۷۲۸	۷۲۹
۷۳۰	۷۳۱
۷۳۲	۷۳۳
۷۳۴	۷۳۵
۷۳۶	۷۳۷
۷۳۸	۷۳۹
۷۴۰	۷۴۱
۷۴۲	۷۴۳
۷۴۴	۷۴۵
۷۴۶	۷۴۷
۷۴۸	۷۴۹
۷۵۰	۷۵۱
۷۵۲	۷۵۳
۷۵۴	۷۵۵
۷۵۶	۷۵۷
۷۵۸	۷۵۹
۷۶۰	۷۶۱
۷۶۲	۷۶۳
۷۶۴	۷۶۵
۷۶۶	۷۶۷
۷۶۸	۷۶۹
۷۷۰	۷۷۱
۷۷۲	۷۷۳
۷۷۴	۷۷۵
۷۷۶	۷۷۷
۷۷۸	۷۷۹
۷۸۰	۷۸۱
۷۸۲	۷۸۳
۷۸۴	۷۸۵
۷۸۶	۷۸۷
۷۸۸	۷۸۹
۷۹۰	۷۹۱
۷۹۲	۷۹۳
۷۹۴	۷۹۵
۷۹۶	۷۹۷
۷۹۸	۷۹۹
۸۰۰	۸۰۱
۸۰۲	۸۰۳
۸۰۴	۸۰۵
۸۰۶	۸۰۷
۸۰۸	۸۰۹
۸۱۰	۸۱۱
۸۱۲	۸۱۳
۸۱۴	۸۱۵
۸۱۶	۸۱۷
۸۱۸	۸۱۹
۸۲۰	۸۲۱
۸۲۲	۸۲۳
۸۲۴	۸۲۵
۸۲۶	۸۲۷
۸۲۸	۸۲۹
۸۳۰	۸۳۱
۸۳۲	۸۳۳
۸۳۴	۸۳۵
۸۳۶	۸۳۷
۸۳۸	۸۳۹
۸۴۰	۸۴۱
۸۴۲	۸۴۳
۸۴۴	۸۴۵
۸۴۶	۸۴۷
۸۴۸	۸۴۹
۸۵۰	۸۵۱
۸۵۲	۸۵۳
۸۵۴	۸۵۵
۸۵۶	۸۵۷
۸۵۸	۸۵۹
۸۶۰	۸۶۱
۸۶۲	۸۶۳
۸۶۴	۸۶۵
۸۶۶	۸۶۷
۸۶۸	۸۶۹
۸۷۰	۸۷۱
۸۷۲	۸۷۳
۸۷۴	۸۷۵
۸۷۶	۸۷۷
۸۷۸	۸۷۹
۸۸۰	۸۸۱
۸۸۲	۸۸۳
۸۸۴	۸۸۵
۸۸۶	۸۸۷
۸۸۸	۸۸۹
۸۹۰	۸۹۱
۸۹۲	۸۹۳
۸۹۴	۸